ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ | بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم | سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

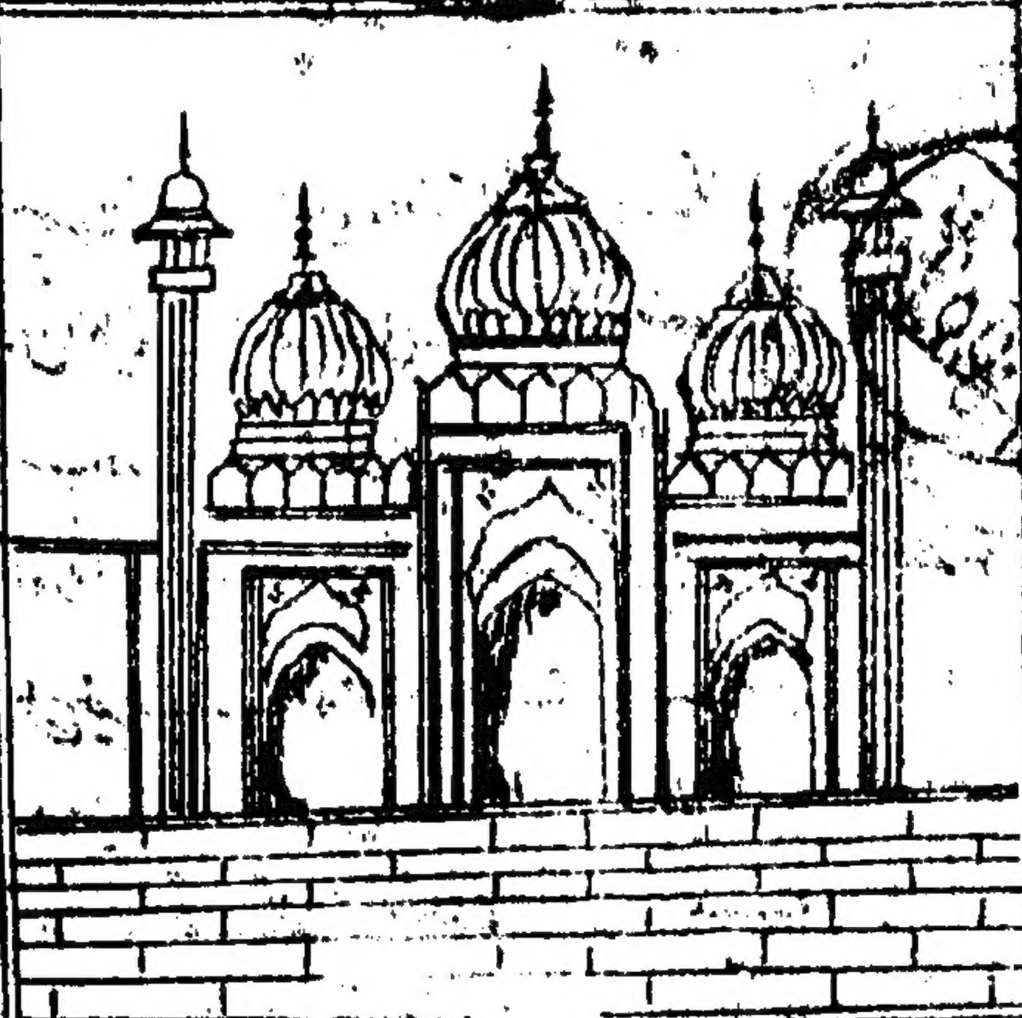

بدر
QADIAN

مدیر منیجر
عام میت پینگی بااللہ

اگر تو تشنہ لبی از فراق یار ازل | Reg. No. L. CCLXXXVIII | بنوش جرعۂ وصلش ز جام نور الدین

جلد ۱۴

۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء ۶ و یکم کاتک سمت ۱۹۷۰

قادیان ضلع گورداسپور

نمبر ۱۳-۱۴

ضعیف و مردہ دلی گر بقادیان در آ | جائنٹ اڈیٹر میاں معراج الدین صاحب عمر | کہ ہست محی موتی کلام نور الدین

دس شرائط بیعت

اوّل - یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اوس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم - یہ کہ جھوٹ اور زناد اور بد نظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے - سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا - اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا - اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا -

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے - پنجم - یہ کہ ہر حال رنج و راحت و عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا - اور ہر حالت میں راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں ہر وقت طیار رہیگا - اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا - ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا - اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا - ہفتم - یہ کہ تکبر اور نخوۃ کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے اپنی زندگی بسر کریگا - ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا - نہم - یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا ۔

دہم - یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوۃ محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوۃ میں ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا | مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دیں آمدہ از مادریم | ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست | بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام | دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن | جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست | زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود | آں نہ از خود از ہماں جائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست | ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبر ہائے معاد | ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است | منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است | منکر آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین | آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یک قدم دوری ازاں عالیجناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر - پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا ۔

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو بسبب کثرت پیشاب کے بعض دن تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے اور اکثر ضعف رہتا ہے۔ تاہم سب درس حسب معمول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اون کی عمر صحت اور ثواب میں برکت پر برکت دے ❖ اہل بیت مسیح موعود میں ہر طرح خیریت ہے ❖ حضرت نواب صاحب بمعہ اہل بیت خود بخیریت واپس قادیان آ گئے ہیں ❖ اکمل صاحب بالفظ اکمل صاحب "گھر" گئے ہیں (مُراد گولیکی) اُمید ہے دو چار روز تک واپس تشریف لے آئینگے۔ حضرت مولوی غلام رسُول صاحب راجیکی قادیان آ گئے ہیں۔ انہیں پہلے سے بہت آرام ہے لیکن اگر تقریر پر زور دیں تو پھر دورۂ مرض کا خوف ہوتا ہے اس واسطے فی الحال ان کو تقریروں کی اجازت نہیں۔ اگرچہ کوئی شخص اُن سے کوئی مسئلہ پوچھ بیٹھے تو دینی خدمت کے عشق میں وہ اپنی کمزوری صحت کو بھول جاتے ہیں وہ تو اپنی محبت میں معذور ہیں۔ لوگ ہی اُنپر رحم کیا کریں ❖

ڈپٹی نصیر احمد صاحب ایم۔ اے بہار سے تشریف فرما ہیں گوجرانوالہ میں جلسہ احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵-۲۶ راکتوبر کو ہوگا قادیان سے عاجز راقم اور حافظ روشن علی صاحب کو جانے کا حکم ہوا ہے۔ ہوشیارپور میں جلسہ احمدیہ کل جمعہ سے شروع ہو کر تین دن رہیگا۔ یہاں سے عاجز کو بہمراہی شیخ رحیم بخش صاحب جانے کا حکم ہے۔ دہلی سے میر قاسم صاحب تشریف لائینگے احباب لکھنؤ ڈاکٹر لعل محمد صاحب و مرزا کبیر الدین صاحب کی درخواست حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں قبول ہو کر مولوی میر قاسم علی صاحب کو اور عاجز راقم کو لکھنو جانے کا حکم ہے یکم نومبر کے قریب وہاں جلسہ ہوگا۔ ماہ نومبر کی کسی تاریخ میں ملتان جلسہ ہونے کی تجویز ہے یہاں سے غالباً حافظ روشن علی صاحب و مولوی سرور شاہ صاحب تشریف لے جائیں گے۔ اور پشاور سے مولوی نذر علی صاحب منشی ظہیر الدین صاحب اوورسیئر احمدی گذشتہ ہفتہ میں قادیان تشریف لائے انکی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح نے اون کے فرزند کا نام نصیر الدین رکھا ❖ برادر عزیز ولی اللہ شاہ نے مصر سے اپنے ایک خط میں لکھا کہ قرآن کے فہم کا لطف قادیان میں ہی ہے یہاں کے لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ اسواسطے وہاں نہیں گئے کہ مصریوں سے قرآن پڑھیں بلکہ آپ کا یہ کام ہے کہ وہاں زبان سیکھیں۔ اور قادر الکلام ہو کر اہل مصر کو قرآن پڑھائیں۔ قادیان میں مشین پریس پھر جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی اخبار الحکم بھی باقاعدہ نکلنے کی تجویز ہے❖ شیخ غلام احمد صاحب ضلع جالندھر میں وعظ کرنے کے بعد ضلع لاہور میں پہونچے ❖ بنگہ میں قرآن شریف کا درس جاری کیا۔ احمدی احباب کو پابندی نماز باجماعت پر آمادہ کیا اور ایک سو ستر ہ روپیہ چندہ جمع کرکے دفتر محاسب صدر انجمن کو روانہ کیا۔ آپ کی بی بی نے عورتوں میں وعظ کئے ❖ برادر عبدالرحمان صاحب مصر سے لکھتے ہیں۔ ازہر میں تفسیر و حدیث کا درس سنتے ہیں۔ اور ہر دو صاحبان بخیریت ہیں ❖ برادر عبدالحی صاحب کا خط عدن سے آیا ہے۔ لکھتے ہیں جہاز پر جس قدر لوگ ہیں اون سب کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ نصاریٰ کو بھی اور یہود کو بھی اور مسلمانوں کو بھی ❖ منشی فرزند علی صاحب کا خط پورٹ سعید سے آیا ہے وہ بھی تبلیغ میں جہاز پر مصروف رہے ❖

نانک پنتھیوں میں تبلیغ اسلام

ہندوستان میں اٹاوہ، بنارس کانپور، لکھنو وغیرہ وغیرہ میں ایک خاص جماعت نانک پنتھیوں کی ہے جو سوائے باوا نانک کے اور کسی کو نہیں مانتے اور ان میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے جیسا کہ اٹاوہ میں نانک پنتھی جماعت نے شیخ محمد یوسف صاحب اڈیٹر نور کے لیکچروں کو خاص دلچسپی سے سنا مگر لوگ سوائے ناگری کے اور کسی زبان کو نہیں سمجھ سکتے اسلئے شیخ صاحب موصوف نے محنت شاقہ سے ٹریکٹ بنام "شری گورو نانک دیوجی کا مارگ" یعنی حضرت باوا نانک کا مذہب لکھا ہے جس میں گرنتھ اور جنم ساکھی کے مسلمہ حوالجات کی بناء پر نہایت صراحت اور وضاحت سے یہ بتلایا ہے کہ حضرت باوا مذاہب اور اس کے کل عقاید سے بیزار اور اسلام کے فدائی تھے یہ ٹریکٹ ٹائپ سے چھپوایا گیا ہے اور اسپر فی نسخہ ۱؎ سے زاید خرچ ہوا ہوگا مگر نانک پنتھیوں میں تبلیغ کے لئے اسکی قیمت صرف ۱؎ رکھی گئی ہے ذی مقدرت احباب اس کار خیر میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں اور بہت سے نسخے خرید کے مفت تقسیم کریں انشاء اللہ مفید ہوگا ❖

ولائیت میں ایک نیا احمدی

اصحاب سلسلہ عالیہ کی تقویت اور ازدیاد ایمان کیلئے اسبات کا شائع کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح پچھلے مضمون میں ایک عالی نسب لارڈ اور ایک نوجوان انگریز کا مشرف باسلام ہونا ہمارے لئے فرحت کا موجب تھا۔ اسی طرح اس ہفتہ ایک اور مسرت بخش خبر ولایت سے آئی ہے مکرمی خواجہ صاحب شکر اللہ سعیہ کے خطوط میں ہر ڈاک میں نئی اُمنگیں اور امیدیں نظر آتی ہیں اون کی مساعی جمیلہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں نصرانی اسلام قبول کر رہے ہیں وہاں مسلمانوں کا سلسلہ عالیہ میں داخل ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اور حقیقت میں وہ انگریز جو خواجہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوگئے وہ احمدی احمدی مسلمان ہونگے۔ اون کو یہ سمجھانا ذرا مشکل نہ ہوگا کہ خلفاء اور مجددین کا سلسلہ اسلام کو تروتازہ رکھنے اور اس کی سچائی کا ہر زمانے میں ثبوت دینے کے لئے ضروری ہے اور اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں۔

ہاں اصل بات جس کو ناظرین منتظر ہیں اسکو درج کرتا ہوں۔ ایک نوجوان جو ولایت میں انجنیر کلاس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اون کے متعلق کئی مہینوں سے خواجہ صاحب اطلاع دے رہے تھے کہ وہ متاثر ہو رہا ہے۔ آخر اس نے اب سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے لئے خواجہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ میں آپکی بیعت کرتا ہوں اونکی اصل درخواست اس وقت راقم کے پاس موجود ہے اسپر خواجہ صاحب نے انہیں ہدایت کی ہماری سلسلہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح ہیں میں خود اون کے ہاتھ پر بکا ہوا ہوں آپ بھی انکی خدمت میں بیعت کا خط تحریر کر دیں چنانچہ انہوں نے خواجہ صاحب کی معرفت بیعت کا خط بھیجا ہے اون کے اشتیاق کو ظاہر کرنے کے لئے ان کے خط سے ناظرین کے لئے کچھ اقتباس پیش کرتا ہوں

❝ چند ماہ سے سخت اشتیاق تھا کہ میں جناب والا کی بیعت کا فخر ہندوستان پہونچکر کرونگا مگر اب دل میں قرار باقی نہیں رہا کہ اپنی واپسی تک اس ثواب سے محروم رہوں جناب خواجہ صاحب کی خط و کتابت اور انکے مضامین اور اون کی واحد مثال نے طبیعت میں ایک ایسی تڑپ پیدا کر دی ہے کہ طبیعت کو چین لینے نہیں دیتی۔ اور اس کا درمان اسی میں ہے کہ جناب کی بیعت کا جتنی جلدی ہی فخر حاصل ہو اتنا ہی اس کمترین کے حق میں بہتر ہوگا ❖

اسپر حضرت خلیفۃ المسیح نے انکی طرف اپنے دست مبارک سے خط تحریر فرمایا ہے جسکی نقل ذیل میں ہے۔

عزیز مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکے فرحت نامہ کو لفظ لفظ پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپکو اسلام سے سچی محبت قرآن کریم سے دلی تعلق اور اس کے فرمانوں پر چلنے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صداقت۔ سچائی۔ ہمت بلند۔ استقلال بخشے۔ صحبت بری کتابوں سے بچائے۔ بے استقلال انسان بابرکت نہیں ہو سکتا۔ ثم اوصیک بتقوی اللہ فقط۔ فانہ المتقون ❖

نور الدین بقلم خود ۱۳۔ اکتوبر ۱۳ء۔ راقم صدر الدین ۱۳۔ اکتوبر ۱۳ء

پادری صاحبان توجہ کریں

پادری صاحبان کی بالخصوص دیسی پادری صاحبان کی یہ عادت تھی کہ مسلمانوں کے اس عقیدے سے فائدہ اٹھا کر کہ ہم حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور انکی شان میں کوئی کلمہ ناشائستہ کہنا گناہ خیال کرتے ہیں ہم سے تو اپنے خداوند کی تعریف کرا لیتے اور خود ہمارے نبی کریم علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حق میں بہت ہی گندے اور ناپاک الفاظ بول بول کر مسلمانوں کا دل دکھایا کرتے تھے مسلمانوں نے بقول تنگ آمد بجنگ آمد اپنے مقدس رسول کی ہتک سنتے سنتے تنگ آکر اس معاملہ پر غور کیا اور انکو معلوم ہوا کہ جس یسوع کو پادری لئے پھرتے ہیں - اور مروجہ انجیلوں میں اس کا قصہ ہے - اس کا نام قرآن و حدیث میں کہیں نہیں آتا - بلکہ وہ یسوعی قوم کا ایک خود تراشیدہ انسان ہے جو اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا کہتا ہے اور ایسا آدمی نبی نہیں ہو سکتا - تب انھوں نے بھی طرز مناظرہ میں تبدیلی کی - اور یسوعی صاحبان کو کچھ ہوش آگئی - یہانتک کہ زرافشان کے طرز تحریر میں بھی کچھ نرمی کا رنگ آگیا - لیکن اب پھر ایک پادری صاحب جو ہیں تو دیسی مگر نام ان کا انگریزی ہے اس مناظرہ کے میدان میں پرانے ہتھیار نکال کر آکودے ہیں - کہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں - کہیں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کو دشنام دہی - کہیں کسی اسلامی عالم کے حق میں واہی تباہی - اور اس طرح مسلمانوں کو اشتعال دے کر وہ چاہتے ہیں - کہ لڑائی جھگڑے کا میدان گرم رہے - بہتر ہوتا کہ پورٹر پادری صاحب اپنے شیش محل کی طرف نظر کر کے دوسروں پر پتھر نہ پھینکتے - ان کی آئے دن کی تحریروں - رسالے پر رسالوں اور کتاب پر کتاب میں سخت دل آزار فقروں کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل پارہ پارہ ہو رہے ہیں - اور ہمارے پاس اُن کے جواب میں کئی ایک مضامین پہنچ رہے ہیں - پھر بھی ہم ایک ایسے مضمون کو چھاپتے ہیں - جو نسبتاً بہت نرم الفاظ میں لکھا گیا ہے -

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ہو — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تامس ہاول بشیر صاحب کی دینی قابلیت اور عیسائیت کا کھلا بیان

بجواب

میرزائی صاحبان کے افتراء کا اظہار

یہ بات روشن ہے کہ پادریوں کے یسوع صاحب ایک عاجز مخلوق انسان تھے اپنی حاجتوں اور اشتہاؤں کو پورا کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کے محتاج تھے ساری عمر بادشاہ بننے اور دنیاوی فخروں کے حاصل کرنے کے وہم میں گذری پر کچھ بھی میسر نہ آیا - اپنی کسی امید میں عمر بھر کامیابی دیکھنی نصیب ہوئی یہاں تک رہنے سہنے کو کوئی چھوٹا سا جھونپڑا بھی نہ ملا - آخر یہودیوں کے استغاثہ کرنے پر ... صلیب پر چڑھائے جانے کے مستوجب ٹھہرائے گئے -

پادریوں کا عقیدہ ہے کہ صلیبی حالت کو یسوع نے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا - اور اس سے اس کی یہ غرض تھی کہ جو کوئی اسکے اس حادثے پر ایمان لائیگا وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا مگر یہ عقیدہ ان کا نہ تو عقل کی رُو سے درست ہے اور نہ ہی نقل میں کوئی سند پائی جاتی ہے - من گھڑت باتوں سے صرف جی خوش کر رہے ہیں -

توریت کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ جو کوئی کاٹھ (صلیب) پر مارا جاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے -

یہودی تو یسوع کے صلیب پر چڑھنے میں اسلئے خوش ہیں کہ انھوں نے اپنے زعم میں ایک کذاب اور مفتری کو صلیب کی سزا دلانے میں کامیابی حاصل کر کے اُسے جھوٹا ثابت کر دیا - اور ابدی لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالدیا - لیکن پادری صاحبان نے اس درخت کو اُگتا ہوا دیکھ کر اوس کے سایہ میں اسطرح بیٹھنا پسند کر لیا کہ چلو یسوع کی جان کو ابدی لعنت کے سپرد کر کے اسے اپنے گناہوں کا کفارہ ہی سمجھ لیں -

لیکن کیسے افسوس کا مقام ہے کہ دونوں گروہوں نے ملکر یسوع کو ... اُسے ملعون بنانے پر اتفاق کر لیا - یہودی تو گئے گذرے ... ان کو کبھی ذرا خوف خدا نہ آیا کہ وہ جو اُن ... راستباز تھا - اور اس کے لئے اتنا خیال تو کرتے کہ اس کا ارتکاب خودکشی کرنا بھی بجا نہ تھا اور دوسروں کے ہاتھوں سے مارا جانا بھی اس کے تمام دعاوی اور حقوق راستبازی کے تلف ہونے کا موجب تھا اس کے متعلق صحیح عقیدے شائع کرتے -

پادریوں نے اپنے پیشوا کی شان کو قائم رکھنے اور اسکو پبلک کے سامنے پیش کرنے میں انصاف - خوف خدا اور ایمانداری سے کام نہ لیا انھوں نے اس کی شان کو ایسا ملتبس کر دیا ہے کہ اس کو ادنے طبقہ کے اخلاق اوصاف سے بھی بہت نیچے گرا دیا ہے اور ان کے امام انجیلوں کے لکھنے والے اس کے دوست نہیں بلکہ دشمن معلوم ہوتے ہیں انھوں نے اس کو ہر ایک اخلاقی پہلو میں ایسا نیچے گرایا ہے کہ اس سے نیچے کوئی درجہ نہیں چھوڑا مثلاً اگر بدنظری اور زنا اور اس کے ہر ایک مبادی سے عفت اختیار کرنا ایک اعلیٰ اخلاق ہے تو یوحنا لکھنے والا کہتا ہے کہ وہ تو پردہ نشین کی ... عورتوں کے ہاں مہمان رہا کرتا تھا بیت عنیاہ میں بعض نوجوان عورتیں یسوع کی محبت کے جوش میں اس کے پاؤں پر تین سو دینار کا عطر اُنڈیل دیتیں اور پھر غلبۂ محبت میں اپنے سر کے بالوں سے اس کو ملتی اور پونچھتی تھیں (یوحنا ۱۲) زناکار عورتوں کو سزا تجویز کرنے سے انکار کرتا - اور کئی حیلوں سے ٹالدیا کرتا تھا (یوحنا ۸) پھر اگر شراب نوشی سے بچنا ایک اعلیٰ اخلاقی وصف ہے تو متی (۱۱) جیسا دوست نما دشمن اوس کے شراب پینے کی شہادت مہیا کرتا ہے - اگر ماں باپ کی عزت کرنا اعلےٰ صفت ہے تو یوحنا (۲) اور مرقس (۳) ماں کو شوخی سے جھڑکی دینے اور حقارت سے پیش آنے کا ثبوت دیتے ہیں - اور اگر راستبازوں اور بزرگوں کی عزت کرنا طریق فخر اخلاق ہے تو یوحنا (۱۰) گواہی دیتا ہے کہ یسوع تمام پہلے بزرگوں اور راستبازوں کو ڈاکو اور بٹمار کہا کرتا تھا - اور اگر چوری کرنا اور دوسرے کا مال بلا اجازت لینا اخلاقاً حرام ہے تو مرقس (۲) بیان کرتا ہے کہ بیگانے کھیتوں سے بالیاں توڑنے اور غیر کا گدھا کھول لانے کی ترغیب کا یسوع ذریعہ تھا - پھر اگر دوسروں کا نقصان کرنا اخلاقی عیب ہے تو ایک شخص کے دو ہزار سوروں کو جھیل میں غرق کرنے کا تماشا دیکھنا وغیرہ الزام اس کے ذمہ عاید ہیں جن کو متی (۸) و مرقس (۵) میں بیان کرتے ہیں - اور اگر لوگوں کو گالیاں دینا اور سخت کلامی کرنا بُرے اخلاق ہیں تو مرقس ... ظاہر کرتا ہے کہ وہ فقیہوں - فریسیوں کو بلا استثناء بدی اور زنا کا پشتینہ سانپوں اور سانپوں کے بچے وغیرہ الفاظ کہا کرتا تھا -

غرض اسی طرح اخلاقی زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس میں

ان دشمنان دوست نما نے یسوع کی تصویر کو نہایت بُری سیاہی آلودہ اور بدنما کھینچا ہو۔ پادریانہ یسوع کا یہ اخلاقی حلیہ دیکھ کر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ یہ شخص وہ تو نہیں جس کا نام قرآن کریم میں عیسیٰ مسیح آیا ہے۔ ممکن ہے کہ یسوع کو بھی مسیح کہتے ہوں۔ لیکن یہ شخص قرآنی عیسیٰ مسیح تو معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس شخص میں اس قدر عیب موجود ہوں اس سے تو قرآن کریم بالکل بیزار ہے اس نے جس عیسیٰ مسیح کا ذکر کیا ہے وہ ایک انسان مخلوق۔ اللہ کا رسول پاکباز۔ رزق حلال کھانے والا۔ ماں باپ کی عزت کرنے والا۔ نامحرم عورتوں کے میل جول سے بچنے والا۔ نیکی کی تعلیم دینے والا تھا۔ اور ان مقرب بندوں سے تھا۔ جن کو اللہ تعالیٰ آخر کار غیروں کے منصوبوں سے بچا لیا کرتا ہے وہ ہرگز ہرگز ملعون نہ تھا۔ اس لئے ہم نے اس تحریر میں یسوع مسیح سے مراد انجیلی یسوع لکھا ہے۔ اور اگر کہیں عیسیٰ یا عیسیٰ مسیح مذکور ہو گا۔ تو اس کو مُراد قرآنی عیسیٰ مسیح سمجھنا چاہیئے ॰

یہ ایک مسلم بات ہے کہ یسوع مسیح کی صلیبی خودکشی عیسائی ملت کی جان ہے اوس کی صلیبی موت میں اس ملت کی زندگی اور اس کے صلیب سے زندہ بچ اُترنے میں اس ملت کی موت متصور ہے۔ یعنی یہ عیسائی ملت یسوع مسیح کا ایسا دشمن ہے کہ اوس کو صلیب پر مُردہ دیکھنے اور اسے لعنتی ثابت کرنے میں فرحت زندگی پاتا ہے ॰

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یسوع مسیح خواہ اس سے مُراد عیسیٰ ہی کیوں نہ لیا جاوے۔ صلیب پر مرا نہ تھا بلکہ وہاں سے زندہ اُترا تھا جس کا ثبوت بہت ساری تصانیف سلسلہ احمدیہ میں دیا جا چکا ہے چنانچہ منجملہ اور شہادتوں کے اناجیل کے ذریعہ سے بھی ان کا صلیب سے زندہ اُترنا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور بقول تامس ہاول صاحب یہ اناجیل قد یصدق الکذوب کا مصداق بن رہی ہیں ॰

ہم نے کتاب "واقعہ صلیب مسیح کی چشمدید شہادت" کی ابتدا میں ایک دیباچہ شامل کیا ہے جس میں یسوع مسیح کے صلیب سے زندہ بچ اُترنے کے متعلق انجیلی شہادتیں پیش کی ہیں۔ اور یہ ایسی مسکت دلائل ہیں کہ پادری صاحبان ان کے جواب سے خاموش ہیں ॰

کتاب واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت ایک انگریزی کتاب

The Crucifixion By an eye witness

کا اردو ترجمہ ہم نے حال میں شائع کیا ہے۔ یہ بات ہر ایک سمجھدار انسان جانتا ہے کہ امریکہ ایک عیسائی مذہبی ملک ہے۔ جہاں سے بڑی بڑی مشنیں غیر ملکوں میں عیسائی ملت پھیلانے کے لئے بھیجی ہوئی ہیں اور جتنی مالی امداد اپنی مشنوں کو امریکہ سے پہنچتی ہے اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں پائی نہیں جاتی۔ اسی امریکہ کے نامی گرامی عیسائی شہر شکاگو کی ایک عیسائی کمپنی نے چند سالوں سے یہ کتاب انگریزی میں پہلی اور دوسری بار ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تمام دنیا میں شائع کی۔ یورپ کی بعض دوسری زبانوں میں بھی اس کتاب کی اشاعت کا ذکر سنا گیا ہے ۔

یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے اس میں یسوع مسیح کے ایک دوست اور خیر خواہ نے جو صلیب کی مصیبت سے بچانے میں ایک مفید مددگار تھا۔ صلیب کے تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے کہ یسوع مسیح صلیب سے زندہ اُترے تھے۔ اس شخص نے اون تمام باریک اور لطیف کارروائیوں کو تشریح سے لکھا ہے جو یسوع مسیح کو صلیب کی موت سے بچانے کے لئے عمل میں لائی گئی تھیں یہ کتاب نہایت دلچسپ واقعات کا ایک مجموعہ ہے ॰

یہ کتاب پادریوں کی انجیلوں سے بہت زیادہ قابل وثوق اور قابل اعتبار ثابت ہوتی ہے کیونکہ:۔

۱۔ جہاں انجیلوں کی روایتوں پر غور کیا جاتا ہے تو وہ غلط بیانیوں اور غلط روایتوں کا طومار نظر آتی ہیں اسجگہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند باتیں دکھائی جاتی ہیں۔

(۱) "تب یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور اس کے سارے کنبے کو جو ۷۵ جانیں تھیں بُلا بھیجا۔ اور یعقوب مصر میں گیا وہاں وہ اور ہمارے باپ دادا مر گئے اور وہ شہر سکم میں پہنچائے گئے۔ اور اس مقبرے میں دفن کئے گئے جس کو ابراہیم نے سکم میں روپے دیکر بنی حمور سے مول لیا تھا (دیکھو اعمال ۷: ۱۴-۱۶)

(الف) پہلے تو اس میں ۷۵ کی تعداد ہی غلط لکھی ہے کیونکہ کتاب پیدایش ۴۶: ۲۷ اور خروج ۱: ۵ اور استثناء ۱۰: ۲۲ کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ یوسف کے دو بیٹوں سمیت جو مصر میں پیدا ہوئے۔ یہ سب لوگ ستر تھے ॰

(ب) پھر اس میں ان کا مدفن شہر سکم کا وہ کھیت بیان کیا گیا ہے۔ جو ابراہیم نے بنی حمور سے مول لیا تھا اور یہ صریح غلط ہے۔ اول اس لئے کہ یعقوب کی وصیت تھی کہ مجھے اپنے باپ دادوں کے پاس اوس مغارے میں جو حتی عفرون کے کھیت میں ہے گاڑیو۔ یعنی اس مغارہ میں جو مکفیلہ کے کھیت میں ممرے کے مقابل کنعان کی زمین میں ہے جو ابراہیم نے کھیت سمیت عفرون حتی سے مول لیا تھا تا اس کی ملکیت سے گورستان بنے۔ پیدایش ۴۹: ۲۹ دوسرے اس لئے غلط ہے کہ یعقوب اپنی وصیت کے مطابق اسی مغارہ میں دفن کیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے اس کے بیٹے اُسے کنعان کی زمین میں لے گئے۔ اور اسے مکفیلہ کے کھیت کے مغارے میں جسے ابراہیم نے گورستان کی ملکیت کے لئے عفرون حتی سے ممرے کے مقابل مول لیا تھا گاڑا۔ پیدایش ۵۰: ۱۳

(ج) پھر زمین سکم ابراہیم کا خریدا غلط بیان کیا ہے کیونکہ کتاب پیدایش ۳۳: ۱۸-۲۰ میں لکھا ہے کہ اور یعقوب فدان آرام سے باہر ہو کے ملک کنعان کے شہر سالم کو سکم کے نزدیک آیا۔ اور شہر سے باہر اپنا خیمہ کھڑا کیا اور جس پر اس کا ڈیرہ تھا اس نے اس کھیت کو سکم کے باپ حمور کے لڑکوں سے سو قسطیوں پر مول لیا اور اس نے وہاں ایک مذبح بنایا اور اس کا نام ایل الٰہ اسرائیل رکھا ॰

(۲) متی ۲: ۲۳ میں لکھا ہے کہ نبیوں کی پیشگوئی تھی کہ وہ (یسوع) ناصری کہلائے گا۔ لیکن یہ بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ عہدنامہ عتیق کے کسی نبی نے بھی ایسی پیشگوئی نہیں کی ॰

(۳) متی ۵: ۴۳ میں لکھا ہے کہ "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت"۔ کسی پہلی کتاب میں موجود نہیں کہ دشمن سے عداوت رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک ایسی مجہول کلام ہے اور لکھنے والے نے کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کہاں سے سُن چکے ہو۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ اس کو معلوم ہو گا کہ یہ ایک بناوٹی بات لکھ رہا ہوں جو کسی پہلی کتاب میں پائی نہیں جاتی ॰

مرقس ۲: ۲۳-۲۶ میں یسوع فریسیوں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ کیوں سبت کے دن تو اپنے شاگردوں کو غیروں کے کھیتوں سے ناجائز طور پر بالیاں توڑ کر کھانے کی اجازت دیتا ہے یہ کہتا ہے کہ "تم نے کبھی نہیں پڑھا کہ داؤد نے کیا کیا جب اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ضرورت ہوئی اور بھوکے ہوئے وہ کیونکر سردار کاہن ابیاتر کے عہد میں خدا کے گھر میں گیا۔ اور نذر کی روٹیاں کھائیں جن کا کھانا کاہنوں کے سوا کسی کو روا نہیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی دیں ॰

اسمیں مرقس نے خلاف واقعہ بات لکھی ہے اور سموئیل ۱: ۲۱-۶ سے اس کی تغلیط ثابت ہوتی ہے کیونکہ ابیاتر اس وقت نہ سردار کاہن تھا اور نہ داؤد اس کے پاس گیا بلکہ اخیملک سردار کاہن تھا۔ اور اس سے کر داؤد نے مقدس روٹیاں لے کر کھائیں اور ساتھیوں کو کھلائیں ॰

اس میں یسوع نے جو جواب دیا ہے وہ بھی نہایت غلط ہے کیونکہ اعتراض تو یہ تھا کہ ناروا (چوری کی) بالیان کیوں کھاتے ہو اور وہ جواب میں ان روٹیوں کا ذکر کرتا ہے جو کاہن نے اپنے ہاتھ سے داؤد کو دی تھیں۔

(۵) اعمال ۷ میں لکھا ہے کہ "خدائے ذوالجلال ہمارے باپ ابراہیم پر اس وقت ظاہر ہوا جبکہ وہ حاران میں بسنے سے پیشتر مسوپوٹامیہ میں تھا" یہ بات سراسر غلط ہے کہیں کسی کتاب سے اسکی تصدیق نہیں ہوتی۔

(۶) تمطاؤس ۳ "جس طرح جنیس اور یمبریس نے موسیٰ کی مخالفت کی" یہ دونوں نام غلط اور فرضی ہیں۔

(۷) یہوداہ آیت ۹ - موسیٰ کی لاش کی بابت میکائیل کا شیطان سے تکرار کرنا بے سند اور خلاف واقعہ بات ہے۔

اسی طرح پادریوں کی دینی کتابیں جعلی عبارتیں بنا کر اون کو عہدنامہ عتیق کی طرف منسوب کرنے اور غلط واقعات لکھ کر اون کو تاریخی بیان کرنے سے بھری ہوئی ہیں اسجگہ ہم نے نمونہ کے طور پر تھوڑی سی باتیں دکھائی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی موقعہ ملا۔ تو مفصل لکھ کر انجیلوں کی حالت ظاہر کرینگے ان کے مقابل پر کتاب "واقعہ صلیب مسیح کی چشمدید شہادت" بہت معتبر اور صحیح معلوم ہوتی ہے

(۸) اناجیل کے لکھنے والوں کے چال چلن کے متعلق کافی شہادت ایسی نہیں ملتی جن سے انکو معتبر اور راویانہ حیثیت میں قابل اعتبار تسلیم کر لیا جا سکے اگر غیر کی شہادت موجود نہ تھی۔ تو ان کی اپنی شہادت اُنہیں معتبر ثابت کرتی۔ لیکن ایسا بھی موجود نہیں بالمقابل اس کے اس کتاب کا مصنف ایک اعلیٰ طبقہ کا اسیری اسین ہے۔ اور اسیرون کے چال چلن کا ہر ایک قسم کے لوث سے پاک اور اعلیٰ ہونا مسلم ہے اور نیز اس کتاب میں اس کا مذکور موجود ہے۔

(۹) اناجیل لکھنے والوں میں سے کسی نے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر نہیں لکھا نہ تو خود ہی کہیں تصدیق کی ہے کہ ہمنے جو واقعات درج کئے ہیں انکو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بلکہ ان میں سے بعض لکھتے ہیں کہ جس طرح اور لوگوں نے سنی سنائی باتیں لکھی ہیں اسی طرح ہمنے بھی لکھ دی ہیں اور وہ لکھ ہی کیونکر سکتے تھے۔ کیونکہ لوقا اور مرقس تو نہ حواری تھے اور نہ کبھی مسیح کی زندگی میں اسپر ایمان لائے تھے۔ بلکہ اتنا بھی نہیں ثابت کہ اُنھوں نے یسوع مسیح کو کبھی آنکھوں سے دیکھا بھی تھا۔ یوحنا کی انجیل کی نسبت کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ اس یوحنا کی لکھی ہوئی ہے جو مسیح کے حواریوں کی فہرست میں دیکھا جاتا ہے۔ ماسوائے اس کے وہ کتاب ہی ایسے نرالے اور اجنبی مضامین پیش کرتی ہے جن کو اس سے پہلے عیسائی ملت جانتا بھی نہ تھا یہ تو ایک شخص یونس نامی کی لکھی ہوئی ہے جو مصری فلاسفروں کا شاگرد تھا اور اس نے عیسائیوں میں معتبر بنانے کے لئے اس کو یوحنا کے نام سے منسوب کر دیا تھا۔ اسی طرح متی کی کتاب کا حال ہے اخبار بدر ۱۵ - مئی ۱۹۱۳ء میں ہم نے اسبات کو تفصیل کے ساتھ درج کیا ہوا ہے ناظرین اس کو دیکھ سکتے ہیں۔

اون کے بالمقابل اس کتاب کا مصنف صلا پر لکھتا ہے "میں ۰ ۰ ۰ حلفاً اُٹھا کر یہ تحریر کرتا ہوں تاکہ اس واقعہ کے متعلق آپکو صحیح علم اور سمجھ ہو جاوے کہ میں صرف وہی باتیں بیان کرتا ہوں۔ جن کو میں اعلیٰ وجہ البصارت جانتا ہوں اور جن کے واقعہ ہونے کا میں چشم دید گواہ ہوں۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ ان کاموں سے مجھے حقیقی دلچسپی تھی۔ اور انمیں عملی دسترس کا حصہ لینے کا مجھے بہت اچھا موقعہ نصیب ہوا تھا۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سارے واقعات جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں مجھے پورے طور سے یاد ہیں اور ان میں سے کوئی بات مجھ کو فراموش نہیں ہوئی" پھر اخیر صفحہ ۱۰۵ پر وہ اس کو یوں ختم کرتا ہے۔ "جو کچھ میں نے کہنا تھا وہ اسی قدر تھا اور جیسا یہ لکھا گیا ہے وہ اسی طرح واقعہ ہوا۔ ہمارے سلسلہ کے اعظم اراکین نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میری آنکھوں نے بھی ان کو دیکھا ہے اور میرے کانوں نے انکو سنا ہے اور میں یوسف کا دوست ہوں جو اعلیٰ کونسل کا ممبر ہے" فریقین کے متعلق موقعہ کی خارجی شہادت موجود نہ ہونے کی صورت میں انکا اپنا حلفی بیان تصدیق مدعا کے لئے اکتفا کر سکتا تھا۔ لیکن انجیل نویسوں کے حلفی بیان تو کیا کوئی کسی قسم کا بیان شہادت رویت کے تصدیق نہیں کرتا اور اس کتاب کا لکھنے والا حلفی بیان سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے نہ صرف ان واقعات کو غیروں کے ہاتھوں سے واقعہ ہوتے ہوئے دیکھا بلکہ اوس کو خود عملی دسترس حاصل تھی اور اسبات کی گواہی بھی دیتا ہے۔ کہ اوسوقت اوس کے حواس اور حافظہ کی قوت صحیح اور محفوظ تھی اور دیانتداری سے پورے پورے حالات بلاکم و کاست لکھنے کی بھی تصدیق کرتا ہے اسلئے انجیلوں کو اس کے سامنے کوئی اعتباری پایہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

علاوہ بریں انجیلیں غور سے پڑھنے سے انکی مضمون کی نسبت بناوٹ اور بے اعتباری کا خیال دامنگیر ہو جاتا ہے کیونکہ سچے اور جھوٹے اور دیدہ اور شنیدہ باتوں میں تمیز کرنے کے لئے عبارتی کیفیت جو قلب سلیم کی رہنمائی کرتی ہے وہ اناجیل کے لکھنے والوں کے حالات میں مخالف فیصلہ کرتی ہے اور اس کتاب چشم دید کے پڑھنے سے لکھنے والی کی بصارت اور صداقت پر اعتبار اور یقین بڑھتا جاتا ہے۔

پھر اس پہلو میں یہ بات بھی بہت کچھ وقعت کے قابل ہے کہ اس کتاب کو یوروپ کی بعض زبانوں میں عیسائیوں نے شائع کیا۔ اور عیسائیوں نے اسکو مزے لے لے کر پڑھا۔ چنانچہ امریکہ کے شکاگو جیسے مشہور عیسائی شہر میں بزبان انگریزی کئی ہزاروں کی تعداد میں پہلی بار چھپ کر شائع ہوئی اور بہت دلچسپی کے ساتھ عیسائیوں میں مقبول ہوئی۔ پھر اوس ایڈیشن کے ختم ہونے پر ۱۹۰۷ء میں دوسرا انگریزی ایڈیشن وہیں سے چھاپا اور شائع کیا گیا۔

عیسائیوں نے اس کی تردید نہ کی بلکہ اسے خوشی سے قبول کیا اور اس کی اشاعت میں علانیہ مدد کی۔ اور تامس اوئل بشپ اور جیرمن صاحبان جیسے مذہبی لوگوں نے بھی اس کی مخالفت میں کچھ نہ لکھا بلکہ اپنے سکوت سے اس کتاب کے اعتبار کو تصدیق کر دیا۔

جب ان پادری صاحبان نے اس کتاب کی عیسائی ملکوں اور زبانوں میں ترویج اور اشاعت پر اتنی کافی میعاد تک خاموشی سے اس کے اعتبار کی تصدیق کر دی۔ تو اب ہم نے اس عجیب غریب کتاب کو عیسائیوں کی مستند اور مسلمہ کتاب سمجھ کر اُردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ ہم اس کتاب کے مصنف نہیں۔ البتہ ہم نے اس کے ساتھ ایک حاشیہ اپنی تالیف کا لگایا ہے۔ جو اس کے مضامین کی انجیلی شہادتوں سے تصدیق کرتا ہے اور جو ایک قابل مطالعہ مضمون ہے۔

ہم نے اس کتاب کو صرف اپنی غرض کے لئے پیش کیا ہے کہ اس میں چشم دید شہادت سے یسوع مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا ثابت کیا گیا ہے یہ ایک ایسی دستاویز ہمارے فریق مخالف کے اپنے گھر سے پیدا ہوئی ہے جس کو ہمارے معتقدات کی تائید میں ایک مزید شہادت بہم پہنچتی ہے اور ہزارہا بندگان خدا جو یسوع مسیح کی صلیبی خودکشی کے خطرناک اعتقاد سے کفارے کی وہمی فلسفی کے پنجے میں ان پادریوں کی ترغیب سے گرفتار ہیں اونکی اس سے مخلصی کی اُمید ہے کیونکہ صلیب کے صحیح اور اصلی واقعات کو منکشف کرتی ہے اور کفارے کا بطلان کرتی ہے۔

اب ایسے وقت میں جب ہم نے اس کتاب کو اُردو میں شائع کیا ہے اور اسکا مطلب پبلک کو سمجھایا ہے تو بوڑھے تامس اول اور اون کے رفیق جیرمن صاحبوں کی آنکھیں کھلی ہیں۔ اور کفارے کے ملت کی جان جاتی دیکھ کر جب اور کچھ نہ بن پڑا تو گھبراہٹ میں اُٹھ کر نہ اور دیکھا نہ تاؤ اس کو جعلی ہی کہہ دیا اور چند ورقے نکال مارے ان سے کوئی پوچھے کہ جب یوروپین اور امریکن ہاتھوں

عیسائی زبانوں مین اور عیسائی ملکوں میں ہزاروں کی تعداد میں یہ کتاب شائع ہوتی رہی تو اس وقت تک تو اس کے جعلی ہونے کا خیال تک بھی آپ کو نہ آیا۔ اگر جعلی تہی تو اس کو شائع ہی نہ ہونے دیتے۔ اور اگر شائع ہوگئی تہی تو اس کے جعل کو ثابت اور منکشف کرنے کے لئے کوئی کارروائی آپنے ایسی کی ہوتی جس سے آپ سرخرو ہی ہے اس کو جعلی کہنے کا حق رکھ سکتے۔

اب اس کتاب کو جعلی ثابت کرنے کی کوشش مشتے بعد از جنگ ہی۔ اب تامس ہاول اور جیفرسن صاحبوں کے ہاتھوں کو تیر نکل چکا ہے۔ اب پچھتانے سے کچھ بن نہیں سکتا۔ اور کوئی نئے واقعات اور حقوق ایسے پیدا نہیں ہوئے جن سے اسقدر مدت دراز تک اسکو مستند اور صحیح سمجھے جانے کی اجازت دینے کے بعد اس کو جعلی ثابت کرنے کا استحقاق حاصل ہوگیا ہو۔

بالفرض اگر یہ کتاب جعلی ہے تو پھر بھی یہ عیسائیوں ہی کا جعل ہے۔ اور تامس ہاول اور جیفرسن صاحبان اور ان کے متعلقین باوجود علم و یقین ہونے کے اس جعل کو خاموشی کے سند سے تصدیق کرکے شائع اور مروّج ہونے کی اجازت دینے سے اعانت اشاعت جعل کے مرتکب ہیں۔ اگر یہ افتراء ہے تو اس افتراء کے بنانے کا الزام بھی تمام عیسائی دنیا پر ہے اور پادریوں پر ہے۔ کیونکہ جب اون کے گھر سے ایک مفتریانہ دستاویز چھپ کر پبلک کو دہوکہ میں ڈالنے کا موجب ہوتی ہے۔ تو اون کی خاموشی ان کی اعانت پر دلیل ہوتی ہے۔ اور وہ سب اس الزام کے انصافاً مستحق قرار پاتے ہیں۔

یہ تامس ہاول صاحب کے اپنے گھر کا ہی انصاف اور ایمان ہے کہ ایسے از دست رفتہ وقت مین محض اوس بغض اور تعصب کی وجہ سے جو اون کو ہمارے سلسلہ سے ہے اس کتاب کو ہمارے سلسلے کا افتراء بیان کرتے ہیں اگرچہ یہ مقام افسوس ہے لیکن اون کے ملت کی تعلیم و تربیت اور اون کے ہم پیشہ لوگوں کی عادت ایسی ہی ہے کہ غلط بیانیوں اور غلط تصنیفوں اور غلط مضموں اور غلط تشریحوں اور غلط کہانیوں اور افتراؤں سے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر تامس ہاول صاحب اپنی فطرت کو جنون ملت اور وہم پرستی سے عزل کرکے ایک لمحہ کے لئے بھی سوچتے تو فطرت کا صحیح تقاضاء اون کو یہ کتاب ہمارا افتراء بیان کرنے سے ضرور روک لیتا لیکن فطرت کو تو انہوں نے دیل کے کمبلوں میں لپیٹ کر معطل کر رکھا ہوا ہے اور حق پژوہی سے کوسوں بھاگتے ہیں۔

غور کا مقام ہے کہ اپنے چودرقے کے ابتدائی پیرے مین وہ خود ہی لکھتے ہیں: "اور وہ انگریزی کتاب جس کا ترجمہ یہ ہے × × × × × انڈو امریکن یعنی ہندوستان کی امریکن سوسائیٹی کی طرف سے طبع ہوئی ہے چونکہ یہ کتاب افتراء پردازیوں سے مملو ہے لہذا ہم حضرات مرزائی صاحبان کی افتراء پردازیوں کا اظہار کردیتے ہیں"۔ یہان انکی اپنی عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ اصل کتاب انگریزی میں ہے۔ اور وہ امریکہ کی ایک سوسائیٹی کی طرف سے طبع ہوئی ہے اب جائے غور ہے کہ جبکہ اس کے طبع کرانے والی ایک امریکن (عیسائی) سوسائیٹی ہے۔ اور یہ اصل کتاب افتراء پردازیوں سے (بقول ان کے) مملو ہے تو اون افتراؤں کا مرزائیوں کو ملزم کس عقل اور دیانت اور انصاف سے کرتے ہیں؟

علم کے شاہزادے کی بہیڑوں کی گلہ بانی کا عہدہ رکھنے والے تامس ہاول صاحب خود ستائی اور تکبر میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور دوسروں کو حقارت سے دیکھنا اور مخاطب کے نام اون کی عادت مین داخل ہو۔ چنانچہ عمداً احمدیوں کو مرزائی لکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ہماری ذات کے متعلق ہے اسلئے ہم اس سے درگذر کرتے ہیں۔

اسجگہ ہم یہ امر لکھنا مناسب سمجھتے ہین کہ اس کتاب کے جعلی ثابت کرنے کے متعلق جو کچھ تامس ہاول بشیر اور جیفرسن صاحبان نے لکھا ہے اسکی تردید کرنا ہمارا ذمہ نہیں کیونکہ ہم نے اپنی سمجھ اور علم کے مطابق نیک نیتی اور ایمانداری اور انصاف کی حدود سے باہر نکل کر ناحق اس کو جعلی ثابت کرنے اور اس کو غیروں کا افتراء بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگرچہ اپنے خیال میں تامس ہاول بشیر صاحب اس کتاب کے ہمارا افتراء بیان کرنے مین معذور بھی ہوسکتے ہین کیونکہ ان کو اپنا ملت یہی سکھاتا ہے کہ گناہ تم کرتے جاؤ۔ اور الزام اور سزا کیواسطے یسوع مسیح کا کفارہ موجود ہے۔ چونکہ ان کی عادت میں یہ بات رچی ہوئی ہے کہ گناہ کرے کوئی اور سزا برداشت کرے کوئی دوسرا۔ اور ان کی انصاف کی یہ حس مرچکی ہوئی ہے کہ گناہوں کا مرتکب ہی متحمل سزا ہوسکتا ہے اسلئے انہوں نے عیسائیوں کے مزعومہ افتراء کو ہمارے ذمہ عادتاً تھوپ دیا ہے اور ایسا ہی وہ ہمیشہ کیا کرتے ہین لیکن یہ یسوع مسیح ہی کا حوصلہ تہا کہ وہ انکی لعنت اُٹھانے پر بقول ان کے راضی ہوگیا تھا۔ ہم سے انکے افتراء کا بوجھ اُٹھایا نہیں جاسکتا۔ اپنا افتراء وہ اپنے گھر ہی رکھیں۔ اور اس کو یسوع کی فہرست مین داخل کر دین۔ البتہ چونکہ تامس ہاول صاحب نے ہمیں مخاطب کیا ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے لکھا ہے وہ سراسر نادانی اور دہوکہ دہی پر مبنی ہے اس لئے ہم اون کے اعتراضوں کا جواب لکھ کر یہ دکھا دینا چاہتے ہیں کہ ان کا اس کتاب کو جعلی کہنا محض دفع وقتی اور ہمارے سلسلہ سے پرخاش پر مبنی ہے۔

۱۔ یہ ظاہر ہے کہ امریکہ اور ہندوستان مین بہت بڑی مباینت ہو۔ چونکہ کتاب امریکہ والوں نے چہپائی تھی۔ اور تامس ہاول صاحب اسکو مرزائیوں کا افتراء کہنا چاہتے تھے اسلئے اپنے چودرقہ کے شروع مین انڈو امریکن سوسائیٹی کا ترجمہ ہندوستان کی امریکن سوسائیٹی اس لئے کردیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے ہندوستان اور امریکہ مین ایک تعلق ظاہر ہوکر مرزائیوں اور امریکہ کی اس عیسائی سوسائیٹی کے درمیان رشتہ و پیوند کا ناظرین کو گمان ہوسکے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ پاسٹری کی کرسی پر بیٹھ کر ایسی صریح مغالطہ دہی کیجاتی ہے۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ ملک امریکہ کے اصلی باشندوں کو انگریزی زبان مین انڈین امریکن یا امریکن انڈین یا صرف انڈین کہتے ہیں۔ البتہ جب مفرد انڈین آتا ہے تو اوس کے معنوں میں امریکہ کے جزائر غرب الہند اور شرق الہند کے رہنے والے بھی شامل سمجھے جاسکتے ہیں۔ انگریزی کی معتبر کتب لغت میں لفظ انڈین کے معنے دیکھ لو۔ اب ہی امریکہ کے جغرافیہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے۔ جہان کہین امریکہ کے ساتھ انڈین کا لفظ آتا ہے وہان اس کے معنے کسی طرح ہندوستانی نہیں ہوسکتے۔ وہان امریکہ کے اصلی باشندے مراد ہون گے۔ اصلی باشندے وہ لوگ ہین جو امریکہ کے قدیم باشندوں کی اولاد ہین۔ یورپین اور حبشی نسلوں کے لوگ مراد نہیں۔

انگریزی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی تناسب سے کسی شخص یا چیز یا خیال کو دو ملکوں سے متحد بیان کرنا ہوتا ہے۔ تو دونوں کے ساتھ الفاظ نسبتی نہیں لگاتے بلکہ جس ملک کو پہلے رکھا جاتا ہو اس کے چند حروف ابتدائی قائم رکھ کر اور باقی حرف o سے بدلکر دوسرے ملک کے پورے حروف معہ حروف نسبت استعمال کئے جاتے ہین جیسے اینگلو پرشین۔ ٹرکو رشین۔ اسی طرح انڈو امریکن ہے جس کا اصل انڈین امریکن تہا۔ لیکن فصاحت کے لئے زبان کی نحو نے انڈو امریکن بنا دیا۔ اس سے صریح طور پر مراد امریکہ کے قدیم و جدید باشندوں کی مشترکہ سوسائیٹی ہے۔ افسوس کہ تامس ہاول صاحب اس چھوٹی سی بات مین بھی پبلک کے مغالطہ دینے سے باز نہیں آئے۔

۲۔ تامس ہاول بشیر صاحب پبلیس لنٹولس کے متعلق لکھتے ہیں کہ پلاطوس سے پہلے اس نام کا کوئی شخص یہودیہ کا گورنر نہ تھا۔ بلکہ ویلیرس گریٹس تہا۔ لیکن اس اعتراض سے اس کتاب کی وقعت میں فرق نہیں آسکتا کیونکہ بہرحال کتاب کی روایت ایں

لئے زیادہ معتبر ہے کہ اس کے مصنف نے اوس میں چشم دید حالات اسی زمانہ میں درج کرکے اس کو لکھا تھا۔ اور تامس ہاول صاحب کی ون والیوم کمنٹری

one Volam commentary

اس سے بہت بعد کی لکھی ہوئی ہے اور اس میں انجیلوں کے عقاید کو تقویت دینے کے لئے تواریخ کو بھی اعتقاد کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کیگئی ہے اور اس کی تاریخی روایتوں کی غلطی ثابت ہے چنانچہ ولیری اس گریٹس کے متعلق بقول تامس ہاول صاحب کتاب ون والیوم کمنٹری میں لکھا ہے کہ وہ ۱۹ء سے ۳۰ء تک ملک یہودیہ پر حکومت کرتا رہا مگر یہ صریح غلط ہے کیونکہ تاریخ قدیم سے ثابت ہے کہ وہ سنہ ۱۴ء سے ۲۵ء تک یہودیہ میں نائب السلطنت رہا۔ دیکھو مینول آف اینشنٹ ہسٹری مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۳۱۸۔ و نیز دیگر کتب تاریخ قدیم۔ پس جب کہ ولیری اس گریٹس ۲۵ء تک حاکم یہودیہ رہا۔ اور بحوالہ ون والیوم کمنٹری تامس ہاول صاحب اپنے پرچہ کے صفحہ ۱ سطر ۲۲ میں پنطس پلاطوس کی حکمرانی کا آغاز ۳۰ء اور خاتمہ ۳۶ء لکھتے تو درمیان کے خالی پانچ سالوں میں اگر پبلیس لنٹولس جیسا یسوع مسیح کا خیرخواہ حکومت کی قائمقامی پر آجاوے تو تامس ہاول صاحب اس سے کیوں ناراض ہوتے ہیں ✦

ان کی ون والیوم کمنٹری ایک کتاب التفسیر اناجیل ہے اور اصول ہے کہ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے کئی اور جھوٹوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے اسی طرح یہ کتاب چونکہ انجیلوں کی تفسیر ہے اور انجیلیں تو وہ مفتریات ہیں اس لئے یہ بھی ویسی ہی ہے۔ دو ہی تاریخیں اس کتاب سے تامس ہاول صاحب نے بڑے زور سے اپنے ادعاؤں کے ثبوت میں نقل کی ہیں۔ اور وہ دونوں کی دونوں غلط ہیں۔ ایک تو ولیری اس گریٹس کے متعلق تھی جس کا غلط ہونا اوپر دکھا دیا گیا ہے۔ اور دوسرے وہ اس میں سے نقل کرکے پنطس پلاطس کے عہد کی تاریخ آغاز ۳۰ء اور خاتمہ ۳۶ء لکھتے ہیں۔ سو یہ نہ آغاز صحیح اور نہ خاتمہ درست بلکہ دونوں غلط ہیں۔ اصل میں پنطس پلاطس ۲۶ء میں اس علاقے کا حاکم مقرر ہوا۔ اور ۳۶ء تک رہا (دیکھو مینول آف اینشنٹ ہسٹری مرتبہ رالنس ایم سطبوعہ کلیرنڈن پریس و نیز ہیڈنس ڈکشنری آف ڈیٹز مطبوعہ لنڈن و دیگر کتب) پس اس لحاظ سے ایک سال یا کچھ کم و بیش عہد ولیری اس گریٹس اور پنطس پلاطس کے درمیانی پبلیس لنٹولس کی حکومت یہودیہ پر قائمقامی کا ثابت ہوتا ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب) یہ تو کالائے جناب برلش جناب ہے ہم ذمہ دار نہیں ✦

ان تاریخوں کی تحقیقات لکھنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہم ناظرین کو دکھا دیں کہ تامس ہاول صاحب یہاں بھی سچائی کو چھپانے اور غلط تاریخیں لکھنے کو ہی پسند کیا ہے۔ اور انکی کتاب ون والیوم کمنٹری بھی غلطیوں اور تاریخی غلاف گوئیوں کا مجموعہ ہے ✦

نوٹ:۔ واضح رہے کہ تاریخ کی کتابوں کے مقابلہ میں کسی انجیلی تفسیر کی تاریخی روایت زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ تاریخ میں غیر متعلق اور غیر متعصب طور پر واقعات اور سنین کا اندراج کیا گیا ہے اور انجیلی تفسیر میں عقیدے اور طرفداری کے دخل سے سنین کا اندراج ہوا ہے جو موازنہ اعتبار میں محض بے وقعت ہے ✦

۳۔ تامس ہاول صاحب نے لفظ کھڑاؤں پر بھی اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کو حلیہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ کوئی یکا نشان نہیں (دوم) کھڑاؤں ہندوستان کا پہناوا ہے نہ کہ ملک کنعان کا۔ وہاں تو چپلی پہننے کا رواج تھا۔ چنانچہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا تھا کہ میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کا مصنف ہندوستان کا رہنے والا ہوگا جو اپنے ملک کا رواج بیان کر رہا ہے ✦

تامس ہاول بشیر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ انسان کا حلیہ بیان کرنے میں اوس کے ملبوسات کی اون خاص اشیاء کے ذکر کی کیسی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اوس کی عام روزمرہ کے عادی استعمال میں داخل ہوتے ہیں اور دوسری قوم یا شخص سے موجب امتیاز ہوتے ہیں۔ چہرہ کے خط و خال۔ حرکات۔ سکنات۔ رفتار۔ گفتار۔ خاص علامات۔ زبان۔ طرز ادائے کلام۔ سر سے لے کر پاؤں تک کے ملبوسات جن میں جوتا بھی داخل ہے۔ وغیرہ امور حسب حال و موقعہ سب حلیہ کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ تامس ہاول صاحب نے انگریزی پولیس کا فوجداری حلیہ سمجھ لیا ہے کہ جس میں جرائم پیشہ لوگ اپنی شناخت سے بچنے کے لئے جہاں تک ان کا بس چل سکتا ہے اپنا حلیہ بدلنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں لیکن یہاں اون کا ایسا وہم کرنا غلط ہے۔ کیونکہ یہاں ایک پاکباز مصلح کی لفظی تصویر بنا کر دکھانا مقصود تھی کہ جس سے دیکھنے والے اسکو پہچان سکیں۔ اور اس شخص زیر حلیہ کو اپنے معمولات بدلنے کی کوئی ضرورت نہ تھی ✦

رہا لفظ کھڑاؤں۔ سو واضح رہے کہ جس انگریزی لفظ کا کھڑاؤں ترجمہ کیا گیا ہے وہ sandel ہے۔ تامس ہاول صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ یہ ایک ایسی جوتی کو کہتے ہیں۔ جس کا لکڑی یا چمڑے یا مونج یا کسی دوسری چیز کا ایک ہی تلہ ہوتا ہے۔ اور اوپر تسموں یا بٹنوں وغیرہ سے باندھنے یا پاؤں میں معلق رکھنے کا انتظام کیا ہوتا ہے یہ معنے پوری وسعت کے ساتھ لفظ کھڑاؤں ادا کرتا ہے۔ چپلی ایک محدود مقامی لفظ ہے جس کے معنے بھی محدود ہیں اور استعمال بھی محدود ہے۔ ہم بڑے مشکور ہوں گے۔ اگر تامس ہاول صاحب اپنے مفہوم کا کوئی sandel سے بہتر لفظ انگریزی زبان میں بتائیں۔ اور اگر اسی کو اپنی مزعومہ چپلی کے مترادف سمجھ لیں تو چشم ما روشن دل ما شاد ✦

یوحنا بپتسمہ دینے والے کی نسبت جو یہ لکھا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں اس کی جوتی کا تسمہ بھی کھولنے کے لائق نہیں۔ یہ بات اس نے تامس ہاول صاحب کو کب کہی تھی؟ اگر انجیل نویسوں کے حوالے سے کہتے ہیں تو وہ تو سب کے سب غیر معتبر ثابت ہو چکے ہیں اسلئے انکی بات ہم کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں اون میں سے کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ اس کو یوحنا نے بالمشافہ یہ بات کہی تھی۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ✦

پھر تامس ہاول صاحب کہتے ہیں کہ اس ملک میں چپلی پہننے کا رواج تھا اور یوحنا کی نسبت جو روایت پیش کرتے ہیں اس میں لفظ جوتی لکھا ہے۔ اور جوتی اور چپلی میں تامس ہاول صاحب کے اپنے اصول پیش کردہ کے لحاظ سے بڑا فرق ہوتا ہے۔ جوتی کا تو تسمہ ہی نہیں ہوتا۔ اس کے تسمہ کھولنے کا فقرہ انجیلی روایت کی غلطی کی طرف لے جاتا ہے۔ اب فرمائیں کس کو صحیح مانا جاوے ایک دوسرے کی شہادت سے دونوں غلط ٹھہرتے ہیں ✦

تامس ہاول صاحب یہ الفاظ متحد المعانی اور ایک حد تک مترادف ہیں اور انمیں ابھی اتنا فرق پیدا نہیں ہوا جتنا آپ دھوکے سے دکھانا چاہتے ہیں اس لئے آپ اس کتاب کو کسی احمدی کی تصنیف بنانے میں کچھ تو خوف خدا کرتے ✦

اپنے پرچہ کے صفحہ ۲ کے آخری پیرا یہ میں تامس ہاول بشیر صاحب لکھتے ہیں [illegible] ہمارے خداوند یسوع مسیح کے صحیح [illegible] ایک انجیل [illegible] بیانات کو [illegible] اور متفاوت کتاب کو بھی بہت تعریف کی ہے اور [illegible] الکلدیہ کی [illegible] ہے ✦

یہ بات کچھ تامس ہاول صاحب نے اپنی سادی کری [illegible]

محنت پر آپ ہی پانی پھیر کر خدا نباشد کا ثبوت دیدیا ہے کیونکہ ان کے پرچہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یسوع کی تعریف اسی بات کو سمجھتے ہیں کہ اسکی نسبت ایسی باتیں لکھی یا بیان کی جاویں جن سے اوسکی الوہیت کا ذکر معلوم ہو۔ اگر کوئی احمدی اس کتاب کا مصنف ہوتا۔ تو یسوع مسیح کی ایسی تعریف وہ کبھی نہ کر سکتا تھا۔ جس سے اس کے عالم الغیب ہونے یا خدا بننے کے متعلق کوئی خیال پیدا ہو سکتا ہو۔ ایسی تعریف کا وجود ہی اس کتاب کے مصنف کے عقیدے وطن اور قومیت کو ظاہر کر رہا ہے اور تامس ہاول صاحب کے خیالات اور افتراؤں کی تردید ثابت کر رہا ہے ۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ پادریوں نے اپنی طرز کو بدلکر قرآن کریم جسکی عدم ضرورت پر ہمیشہ بحث کیا کرتے تھے۔ اپنے ادعاوں کے ثبوت میں اوسی کی آیتوں کے سہارے میں اب آ پڑے ہیں ہمیں اس میں کوئی بخل کرنے کی خواہش نہیں۔ بے شک وہ قرآن کریم سے جسقدر امداد لے سکتے ہیں بے دریغ لیں کیونکہ ان کے اس فعل نے قرآن کی ضرورت کے متعلقہ مناظرات کا تو خاتمہ کر دیا ہے اور انھوں نے اپنے عمل اور فعل سے اس کے وجود کا محتاج ہو کر ثابت کر دیا ہے کہ یہ ضرورت حقہ سے نازل شدہ کتاب ہے، بہت معیوب ہے۔ تامس ہاول صاحب قرآن اور عربی زبان سے اگرچہ ناواقف ہیں مگر لوگوں کو اپنی لیاقت دکھانے کے لئے قرآنی آیتیں لکھ اون کے غلط معنے اور غلط نتائج پیش کرنے کا بہت شوق رکھتے ہیں چنانچہ اس پرچہ میں ہی یسوع مسیح کو عالم الغیب ثابت کرنے کے لئے سورہ آل عمران کی آیۃ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین کو پیش کر دیا ہے افسوس کہ قرآن کریم میں بھی جاہلانہ دست اندازی کرنے سے باز نہیں رہے۔ مسیح کوئی رمال اور نجومی نہ تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کو ایسی باتیں بتلانے سے وہ کوئی اعلیٰ درجہ کا ہادی یا حسب منشاء عیسائی صاحبان خدا سمجھا جا سکتا ہے۔ کھانے پینے کی باتیں بتانا اس کے عالم الغیب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتیں۔ قرآن کریم کے معنے سمجھنے کے لئے اس کے سیاق و سباق اور دوسری آیات کے مفہوموں پر نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ میں تم کو اس بات پر متنبہ کرتا ہوں کہ تمہیں کیا کیا چیز کھانا حلال ہے اور مال میں سے کیا پاس رکھنا چاہیئے۔ چونکہ یہودی اس زمانہ میں حرام خوری اور مال جمع کرنے کے بہت شائق ہو گئے تھے اسلئے مسیح کے اصلاحی کاموں میں یہ بات بھی اہمیت رکھتی تھی کہ ان امور میں بھی اون کی اصلاح کریں۔ اسکے بعد کی آیۃ اس آیت پر روشنی ڈالتی ہے ۔

یہ کیسا شرمناک کام ہے کہ قرآن کریم پر یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ گویا وہ مسیح کا عالم الغیب ہونا تسلیم کرتا ہے۔ تامس ہاول صاحب کو معلوم رہے کہ اسلامی اصطلاح میں عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مستعمل ہوتا ہے کسی دوسرے کو صراحت یا کنایت سے کسی حال میں عالم الغیب کہنا جائز نہیں سمجھا جاتا ۔

قرآن کریم کے علم سے جہالت کے سبب تو وہ معذور ہیں لیکن کیسی شرم کی بات ہے کہ جس مذہب کے ذریعہ وہ (اسلامی ریاست بہاولپور کے تیس ۳۰ روپے وضع کر کے) اپنا پیٹ پالتے ہیں اس کی ہی انکو خبر نہیں۔ اسی ہینڈبل کے صفحہ ۳ کی آخری سطروں میں وارنٹ تصلیب یسوع کو غلط ثابت کرنے کے لئے گوہر فشانی فرماتے ہیں کہ اس میں جو اجرائے وارنٹ بنام یسوع کا سال ہفدہم (سترھواں) لکھا ہے غلط ہے اسلئے کتاب "واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت" جعلی ہے۔ اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ طبریوس قیصر روم کی تخت نشینی کے پندرھویں برس یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اپنا کام شروع کیا (لوقا ۱/۳) اور عیسوی سن طبریوس کی تخت نشینی سے بارہ برس پیشتر جاری ہو چکا تھا۔ لہذا ۱۲ و ۱۵ کو جمع کیا تو ستائیس برس ہوئے جس سے ظاہر ہے کہ طبریوس قیصر کے پندرھویں سال میں عیسوی سن (۲۷) تھا۔ اور اس وقت خداوند یسوع کی عمر ۲۶½ برس کی تھی اور سترھویں برس ۲۸½ سال کی تھی۔ اور ہنوز خداوند یسوع نے اپنا کام شروع ہی نہ کیا تھا۔"

یہاں لوقا کی تاریخی روایت پر تامس ہاول صاحب بھروسہ کرتے ہیں لیکن لوقا وہ شخص ہے۔ جس کا یسوع کی زیارت کرنا بھی ثابت نہیں اور نہ اس کی مورخانہ سند مانی گئی ہے وہ خود لکھتا ہے کہ میں نے سنی سنائی باتیں لکھی ہیں وہ ان میں سے کسی واقعہ کا چشم دید گواہ نہیں۔ اسلئے اس کی کوئی شہادت عند العدل قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر تامس ہاول صاحب کے مسلمہ ہونے کی وجہ سے اسکی روایت سے ہی حساب کیا جاوے تو جناب تامس ہاول کی طرف سے یا تو ایک شرمناک ناواقفیت یا ایک شرمناک دھوکہ دہی کا ارتکاب ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے ۔

تامس ہاول صاحب کو اپنے گھر کی اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ سن عیسوی کا شمار یسوع کی عمر کے کونسے سال سے شروع ہوا ہے۔ انہوں نے عام ناواقفوں کی طرح یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ سن عیسوی یسوع کے سال پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ یسوع کے معتقدوں میں سے چھٹی صدی تک کسی کو عیسوی سن مروج کرنے کا خیال تک بھی نہ آیا ۵۳۲ء میں ایک راہب دیانا مسیس اکسیگوس نامی نے یہ سن پہلے پہل ایجاد کیا اور چھٹی صدی میں اٹلی میں رواج پانا شروع ہو گیا پھر کونسل چلسیا نے ۸۱۶ء میں لشپوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ اسی سن کا استعمال کیا کریں۔ چارلس سوم شاہ جرمنی نے ۸۷۹ء میں اپنی مملکت میں اس کو جاری کیا۔ اس سنہ کی ابتدا کے متعلق صرف دو روایتیں ہی ہیں۔

(۱) محقق ڈبلیو۔ ٹی لین کہتا ہے کہ سنہ عیسوی ۵ سال قبل یسوع مسیح شروع ہوا تھا یعنے جب یہ سن شروع ہوا تو اسوقت یسوع پورے پانچ سالوں کا ہو چکا تھا۔

(۲) مورخین کا بیان ہے کہ اس وقت یسوع کی عمر چار سال کی ہو چکی تھی یعنے اس کے پانچویں سال کے اخیر میں عیسوی سن کا آغاز ہوا۔ (دیکھو ہیڈنس ڈکشنری آف ڈیٹز لفظ اینو ڈومینائی اور مینول آف اینشنٹ ہسٹری مصنفہ رالنس اور تاریخ دنیا مصنفہ سانڈرسن وغیرہ)

غرض ان تاریخی شہادتوں سے یہ ثابت ہے کہ سنہ عیسوی کے آغاز ہونے کے وقت یسوع پانچ سالوں کا تھا ۔

پس یہ ۵ سال تامس ہاول بشیر صاحب کے مجموعہ ۲۸½ سال میں جمع کرنے سے ۳۳½ سال ہو جاتے ہیں اور اپنے ہینڈبل صفحہ ۴ کے سطر ۷ میں بحوالہ لوقا ۲۳/۳ ۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۳۳½ برس کی عمر کا ہو کر یسوع مصلوب ہوا تو پس یہ بات بھی اونکی اپنی مطالبہ کے مطابق ثابت ہو گئی ہے۔ اس سے آگے چلکر تامس ہاول صاحب نے ایک اور دھوکہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ قیصر طبریوس کے سترھویں برس :۔

(۱) یوحنا بپتسمہ دینے والا زندہ تھا۔ اور شہید ہوا تھا ۔

(۲) ہنوز خداوند یسوع نے اس سے بپتسمہ بھی نہ پایا تھا اور نہ اپنا کام شروع کیا تھا ۔

(۳) یہ کہ وارنٹ پلاطس نے جاری کیا جو اس وقت تک یہودیہ کا حاکم بھی مقرر نہ ہوا تھا کیونکہ اوس وقت یہودیہ کا حاکم ویلری اس گریٹس تھا۔

یہ تینوں باتیں بھی تامس ہاول صاحب نے غلط کہی ہیں۔ اور یہ غلط واقعات ذیل سے ثابت ہیں ۔

اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ طبریوس قیصر روم کی تخت نشینی کے سترھویں سال میں یسوع مسیح کی عمر ۳۳½ برس کی ہو چکی تھی اور تامس ہاول بشیر صاحب اپنے چو ورقے کے صفحہ ۴ سطر ۶ میں

میں لوقا ۳:۲۳ کی سند سے لکھتے ہیں کہ یسوع نے اپنا کام تیس برس کا ہو کر شروع کیا تھا۔ اور ہنجین وفسنٹ صاحب اور دیگر مورخین لکھتے ہیں کہ جب یسوع مسیح نے کام شروع کیا تو اس وقت ۲۶ء تھا (پادریوں کے مسلمات کے رو سے یسوع مسیح نے قریباً ساڑھے تین سال کام کیا۔ اور اس کا ماخذ لوقا کی روایت ہے لیکن تاریخ اس کی مخالفت کرتی ہے اس کو ہم پھر کسی وقت دکھائینگے۔ غرض قیصر طریوس کے تیرھویں سال سے تین چار سال پہلے ہو چکے تھے۔ پس ٹامس ہاول بشیر صاحب کے اقوال کہ:۔

(۱) قیصر طریوس کے سترھویں سال ہنوز یوحنا بپتسمہ دینے والا زندہ تھا اور شہید نہ ہوا تھا۔

(۲) ہنوز خداوند یسوع نے اپنا کام ہی شروع نہ کیا تھا۔

(۳) ہنوز خداوند یسوع نے اس سے بپتسمہ بھی نہ پایا تھا۔

سراسر غلط ثابت ہیں۔ اب رہی اون کی یہ بات کہ اس وقت یعنے قیصر طریوس کے سترھویں برس پلاطس یہودیہ کا حاکم بھی مقرر نہ ہوا تھا بلکہ ولیری اس گریٹس تھا جو ۱۹ء سے ۳۰ء تک یہودیہ کا حاکم رہا پہلے تو ٹامس ہاول صاحب کا یہ کہنا ہی غلط ہے۔ کیونکہ تاریخ اس کی مخالفت کرتی ہے۔ چنانچہ رالنسن کی مینول آف اینشنٹ ہسٹری میں لکھا ہے:۔ کہ ولیری اس گریٹس ۱۴ء سے ۲۵ء یہودیہ کا نائب السلطنت رہا۔ جو ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں ایسا ہی دوسری تاریخیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ اور کوئی وجہ ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں کسی پادری کی رائے کو تاریخ کی تحقیقات پر ترجیح دی جاسکے۔ پس جبکہ ولیری اس گریٹس کا دور حکومت ۲۵ء تک ختم ہو چکا تھا۔ اور یسوع نے ۲۶ء میں کام شروع کیا تھا۔ اور وارنٹ اس سے تین چار سال بعد جاری ہوا تھا۔ تو ٹامس ہاول کی یہ بات کہ اجرائے وارنٹ کے زمانہ میں دراصل ولیری اس گریٹس حاکم تھا۔ اور پلاطس ہنوز ملک یہودیہ میں داخل ہی نہ ہوا تھا محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ پلاطس تو ۲۶ء یعنی یسوع کے کام شروع کرنے سے ایک سال پہلے سے حاکم یہودیہ ہو چکا تھا عیسائیوں کے اپنے ہی مورخ لکھتے ہیں کہ یسوع نے پلاطس کے عہد میں ہی کام شروع کیا اور پلاطس ہی کے عہد میں صلیب کی عزت پائی۔

اسی طرح ٹامس ہاول صاحب کتاب مذکور صفحہ ۱۲ سطر ۱۴ کے حوالے سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس سے پہلے یسوع کی نسبت ابن مریم بجائے ابن یوسف کے استعمال کیا کرتے تھے یہ بات بھی انھوں نے محض بے علمی اور ناواقفی سے بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے انبیائے سابقین میں سے کسی کا نیا نام یا نئی کیفیت تجویز نہیں کی۔ جن جن لوگوں کے اسماء یا اونکی کیفیتوں کو قرآن کریم نے ذکر کیا ہے ان کے وہی اصلی نام اور وہی اصلی کیفیتیں بیان کی ہیں جن سے وہ اپنے اپنے اوقات میں مشہور اور معروف تھے۔ البتہ اتنی بات کا لحاظ ضرور رکھا ہے کہ جس اسم یا کنیت یا لقب یا خطاب کو بیان فرمایا ہے اسکی عام جاہلانہ محاورہ کی طرز کو اختیار نہیں کیا بلکہ جو صحیح علمی اور فصیح زبان میں مروج طرز تھی اسکو لیا ہے چنانچہ مسیح کی یہ اعزازی کنیت ابن مریم شروع سے ہی چلی آتی تھی اور یہ نسبت اونکی ولادت کے لحاظ سے نہ تھی بلکہ انکی والدہ اور ان کے درمیان بچپن کی عمر سے ہی تعلق اور طہارت و تقویٰ کی مشابہت کی وجہ سے تھی کیونکہ وہ خود ایسے مشہور تھے۔ کہ اونکی معرفت ولدیت کے ذکر کی محتاج نہ تھی اور جو غلط اعتقاد اس کے ابن اللہ ہونے کا عیسائیوں نے بنایا ہوا تھا اسکی قرآن کریم نے بہت بین دلائل سے تردید کر دی ہے۔

غرض ابن مریم قرآنی ایجاد نہیں بلکہ مسیح کے متعلق پہلے سے ہی یہ کنیت مشہور چلی آتی تھی۔ لہذا ٹامس ہاول صاحب کا یہ کہنا کہ ابن مریم صرف قرآنی محاورہ ہے۔ محض غلط اور بے بنیاد ہے۔

دوسرے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس کتاب میں ابن مریم کا صفحہ محولہ کے گرد و نواح کہیں استعمال نظر نہیں آتا۔ ایک بات کو جی سے گھڑ کر بنالینا اور اس پر اعتراض جمانا ٹامس ہاول صاحب تو کیا ان کے سارے خورد و کلاں پادریوں کا [illegible] کا کرتب ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس عبارت صفحہ ۱۲ محولہ ٹامس ہاول صاحب کے مقدم اور موخر پڑھنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یسوع کی پیدائش کے متعلق انکی والدہ کو ایک اسیر نے پیشگوئی کی تھی اور اوس نے اسکو ہی فرشتہ سمجھ لیا تھا۔ پھر پیدا ہونے کے بعد بچپن ہی سے اپنے سلسلہ اسیری نے یسوع کو اپنی سرپرستی اور حفاظت میں لے لیا ہوا تھا۔ اور یوسف کو اس بات پر آمادہ کر لیا گیا تھا کہ جب تک وہ لڑکا سلسلہ اسیری کے حلقہ کے زمرے میں شامل نہ کر لیا جاوے اس وقت تک وہ اپنے آپکو اس کا باپ ہی ظاہر کرتا رہے۔

یوسف سے ایسا انتظام کرنے کی ضرورت یہ تھی۔ کہ سلسلہ کے قاعدہ میں یسوع ایسی ابتدائی عمر میں داخل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگرچہ اسکی پرورش اور تربیت سلسلہ اپنی سرپرستی سے کرا سکتا تھا اسلئے عرفی انتظام یوسف کے ساتھ اس وقت ایسا ہی کیا گیا اور جب اس میں آثار رشد و سعادت اپنی والدہ کی طرز پر پائے گئے۔ تو اسکی کنیت روحانی طور پر والدہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

پھر جناب مسٹر ٹامس ہاول بشیر صاحب کتاب کو جعلی ثابت کرنے کے بارے میں ایک اور دلیل دیتے ہیں وہ یہ کہ کتاب کے صفحہ ۱۴ سطر ۱۸ میں لکھا ہے کہ "وہ مفتری علے اللہ ہے اور خدا کا بیٹا ہونے کا جھوٹا دعوے کرتا ہے" یہ بھی محمدی محاورہ ہے اور میرزائی افترا ہے۔ بت پرست حاکم دیوی دیوتاؤں کو خدا کی بیٹیاں اور بیٹے ماننے والے خدا کا بیٹا کہنے یا کہلانے کو برا نہ سمجھتے تھے اور وہ اس بات کو کفر نہ سمجھتے تھے تو پھر وہ کیوں خدا کا بیٹا کہنے کو جرم قرار دے کر وارنٹ صلیبی موت کا جاری کرتا یہ بھی محمدی خیال کے مطابق کفر کا جرم اور مرزائی افترا ہے"۔

یہ بات بھی ٹامس ہاول بشیر صاحب نے محض نادانی سے لکھی ہے اونکو معلوم ہونا چاہیئے کہ رومی حکومت انگریزی حکومت کی طرح بہت معقول قوانین پر چلائی جاتی تھی۔ رعیت کے مذہبی جذبات اور خیالات کی پوری مدارات کی جاتی تھی۔ اور ان کے تنازعات اور مقدمات اون کے مذہب اور قانون و رواج کے مطابق فیصلہ کئے جاتے تھے۔ اسی لئے کونسلیں اور مجلسیں بنی ہوئی تھیں چنانچہ یسوع کا بڑا بھاری حامی اور شاگرد یوسف ارمتی بھی کونسل صوبہ کا ایک رکن تھا۔ ججوں اور مجسٹریٹوں کو اپنے ذاتی علم اور خیالات سے بالکل علیحدہ ہو کر غیر متعصبانہ طور پر روئداد واقعات پر فیصلے دینے پڑتے تھے۔

یسوع مسیح پر دو مقدمات چلائے گئے تھے۔ ایک مقدمہ تو یہودیوں کی متواتر شکایتوں پر کہ وہ قیصر کے ملک میں بغاوت پھیلاتا پھرتا ہے سرکاری طور پر چلایا گیا تھا۔ جس میں چالان کر کے اسکو عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا۔ لیکن سرسری تحقیقات میں وہ بے گناہ قرار دیا گیا اور اس کو رہا کیا گیا۔

جب یہودیوں نے دیکھا کہ ہماری بات یوں ہی چلی گئی تو پھر سردار کاہن قیافہ کی پیروکاری میں باضابطہ استغاثہ عدالت میں دائر کیا جو پھر پھرا کر پلاطس ہی کی عدالت میں آگیا مگر پلاطوس پہلے مقدمہ میں یسوع مسیح کے متعلق اچھی رائے قائم کر چکا تھا۔ اور اس کو بے گناہ سمجھ چکا تھا اس لئے وہ اس استغاثہ کو چلانا نہ چاہتا تھا مگر یہودیوں نے اس کو دھمکی دی کہ اگر تو اس شخص کو سزا نہیں دے گا تو ہم قیصر سے شکایت

کہینگے کہ ایسے باغی کو عمداً سزا نہیں دیتا اس کو طوعاً و کرہاً مقدمے کی کارروائی کرنے پر مجبور کیا - اور مستغیثون نے کافی شہادت اپنے استغاثہ کے ثبوت میں پیش کردی - لیکن مستغاث علیہ یعنے یسوع مسیح نے اپنی صفائی کی کوئی گواہی پیش نہ کی بلکہ اپنا بیان بھی بجواب استفسار عدالت ایسا مبہم دیا کہ عدالت اس کے برخلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئی ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ملک میں عدل اور انصاف قائم رکھنے کے لئے جو قوانین طیار کئے جاتے ہیں وہ بدیہیات اور محسوسات فیصلہ کر سکتے ہیں - اور موازنہ شہادت فریقین پر کسی ایک طرف فتوے دے سکتے ہیں - اُمور غیب وغیرہ پر جو درج مسل نہیں ہوتے انصاف غور نہیں کر سکتا جج اور مجسٹریٹ تو دو عالمون یعنے حالات مقدمہ کے واقفون کے درمیان ایک ناواقف ہوتا ہے - مقدمات کا فیصلہ کرنے میں اس کو ذاتی علم اور عقیدے سے مداخلت کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا - رومی قانون بھی اسی اعلےٰ پیمانہ پر نافذ تھا ۔

پلاطوس ایک اعلیٰ درجہ کا قانون دان اور نہایت لائق حاکم تھا - البتہ کسی قدر بزدلی اس میں ضرور پائی جاتی تھی اس نے یہودیون اور یسوع کے درمیان فوجداری مقدمہ کا روئداد مسل کے مطابق ایک منصفانہ فیصلہ کیا - چنانچہ اس کی اپنی عبارت جو وارنٹ میں درج ہے کہ یہ مشہور لوگون کی گواہی کے رُو سے مفصلہ ذیل الزامات یسوع کے ذمہ ثابت ہیں - پلاطوس کی پوزیشن کو صاف کر دیتی ہے کہ اس فیصلے میں اس کے مذہب اور ذاتی علم کو دخل نہ ہو سکتا تھا اور نہ اس نے دخل دیا کیونکہ اگر وہ اپنے علم کا دخل دیتا تو اس کا علم تو قرار دے چکا تھا کہ یسوع بے گناہ ہے اسلئے اس نے اس کی سزا کے وبال سے بچنے کے لئے اپنی بریت کا اعلان کر دیا اور اپنے ہاتھ بر سر اجلاس دھو ڈالے - حالات ہی بتا رہے ہیں کہ قانون کے منشا نے اوس کو مجبوراً ایسا فیصلہ کرایا ۔

اگر اس وقت اس کی بجائے ٹامس ہاول بشیر صاحب حاکم ہوتے تو ادہ تیا فہ سردار کاہن کی سرپرستی میں یہودیون کی طرف سے یسوع کے برخلاف بھی استغاثہ پیش ہوتا - اور مستغیث کافی شہادت سے اپنے استغاثہ کی شقون کو ثابت کر دیتا - اور مستغاث علیہ کی طرف سے کسی قسم کی صفائی پیش نہ ہوتی بلکہ اس کا بیان بھی وہی مجمل اور مبہم ہوتا - اور ٹامس ہاول بشیر صاحب خواہ ملزم کیسے حامی ہی کیون نہ ہوتے لیکن انصاف کرنے میں وہ بے شک رعایت اور تعصب اور طرفداری سے خالی الذہن ہوتے تو بموجب کل قوانین کے رُو سے ایسے فیصلے کے سوا وہ ادا کیا کر سکتے تھے ؟ اس حال میں یہی ہوتا کہ ضابطہ کے وارنٹ پر بجائے پلاطوس کے ٹامس ہاول صاحب کے دستخط ہوتے ۔

لیکن ٹامس ہاول صاحب ایسا اعتبار کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ یہ تو یسوع فروشی کے عادی ہیں - وہ ذرات ادنیٰ ادنیٰ گناہون کے بدلے اس کو فروخت کرتے رہتے ہیں اور اگر یہاں سے ذرا آگے تجاوز کر جاویں تو ان کے بزرگ یہودا اسکریوطی کی نظیر سے ان پر ایسے بھروسے کی جرأت نہیں ہو سکتی - کیونکہ اس نے تیس روپون کے بدلے یسوع کو بیچ ڈالا تھا اور معلوم نہیں اگر ان کے ہاتھ آئے تو یہ کس خفیف قیمت پر بیچ ڈالیں ۔

ٹامس ہاول بشیر صاحب کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ یورپ کی مہذب عیسائی حکومتون کے قوانین کے ماخذ میں رومی قانون کو بہت بڑا دخل ہے - ہماری انگریزی گورنمنٹ بھی اوسی رومی قانون کے اُصول پر قانون نافذ کرتی ہے - اُن کے حکام کو بھی اپنے مذہبی خیالات کو قانونی فیصلون میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں - چنانچہ ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں کہ ایک آریہ جج جس کے مذہب میں طلاق دینا جائز نہیں - عدالت میں بیٹھ کر طلاق کی ڈگریان دیتا ہے ایسا ہی ایک مسلمان جو سُود دینے لینے کو حرام جانتا ہے - مسند عدالت پر بیٹھ کر سُود کی ڈگریان صادر کرتا ہے ۔

تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ سردار کاہن قیافہ کے مثیل ریورنڈ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب مشہور و معروف پیشوائے دین عیسوی نے بعض دیسی عیسائیون کے بہکانے پر قتل عمد کا ایک استغاثہ مثیل مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے برخلاف انگریزی عدالت میں دائر کیا - استغاثہ عدالت کپتان ڈگلس صاحب بہادر میں پیش ہوا مستغیث نے بڑے زور کے ساتھ قیافہ کی طرح اس مقدمہ کی تائید میں کئی گواہ پیش کئے - لیکن چونکہ یہ محمدی مسیح تھا اسلئے اس مصیبت میں اسپر اضطراب اور مایوسی نے ذرا بھی غلبہ نہ پایا - اس نے نہایت جوانمردی اور ثبات قدم سے صفائی پیش کی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ مقدمہ جعلی اور جھوٹا تھا - پس کپتان ڈگلس صاحب بہادر جو ایک عادل حاکم تھا - باوجودیکہ وہ خود عیسائی ملت رکھنے والا یورپین تھا - اور مستغیث کی بحیثیت اسکے خاندان اور اس کی ڈگری اور ڈاکٹری قابلیت اور وجاہت کے بہت عزت کرتا تھا کیونکہ وہ عیسائی ملت کا ایک بڑا پیشوا تھا اور یہ بھی وہ جانتا تھا کہ اس کی شکست سے عیسائی ملت کو سخت نقصان اور ندامت اُٹھانی پڑے گی - لیکن اُس نے اپنی قانونی معدلت گستری کو کام میں لاکر اپنے مذہب اور ہم قومیت کے خیال کو ذرا بھی دخل نہ دیا - اور روئداد مسل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت کے ساتھ بری کر دیا ۔

پس ٹامس ہاول صاحب کا یہ فرمانا کہ پلاطوس اپنے مذہبی خیالات کی وجہ سے ایسا وارنٹ جاری نہ کر سکتا تھا - عام قانونی برتاؤ اور عقل سلیم سے غلط ثابت ہوتا ہے ۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ ٹامس ہاول صاحب اپنی ذمہ داری پر تحریر کرتے ہیں کہ رومی لوگ بُت پرست تھے اور وہ دیویون اور دیوتاؤن کو خدا کی بیٹیان اور بیٹے مانتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیاء کی طرح رومیون میں بھی بُت پرستی تو ہوتی تھی لیکن فرق صرف اتنا تھا کہ ایشیائی بُت پرستی میں خدا کے بلاواسطہ تعلق سے انکار کرکے اس کی بعضی صفات بعضی اشیاء اور تصاویر کو خیالی صورت دیکر مظاہر مانتے تھے اور مختلف مقاصد عطاء کرنے کے لئے مختلف مظاہر بنائے ہوئے تھے اور ہر ایک مختص حاجت اور مُراد کو اسی مخصوص مظہر یا بت سے حاصل ہونے کی توقع رکھتے تھے جو اس کام کے لئے اُنھون نے خود وضع کیا ہوا تھا - گویا ایشیائی بُت پرستی کا مدار بُتون اور اشیاء کو خدا کی صفتون کا مظہر بنانے پر تھا اور یورپ کی بُت پرستی بُتون کو خدا کے بیٹے بیٹیان تجویز کرنے پر منحصر تھی ۔

ایک طرف تو بُت پرستی میں یوروپ اور ایشیاء ہمرنگ تھے دوسری طرف خدا کے بیٹے بیٹیان تجویز کرنے میں بھی انہیں ہمرنگی تھی - البتہ جیسا دونون کی بُت پرستیون میں فرق تھا اسی طرح خدا کے بیٹے بیٹیون کی تجویز کے مفہوم میں بھی فرق تھا - ایشیاء میں خدا کے قرب اور تقوے طہارت کی صفت کے مدارج پر صرف انسانون کو خدا کا بیٹا کہا جاتا تھا - جیسا کہ پرانے عہدنامہ سے ظاہر ہو رہا ہے اسمیں خدا کی کسی صفت کو معطل اور بیکار سمجھنے کا قیاس نہیں ہوتا تھا لیکن یورپ میں عیزی رُوح اشیاء یعنی بُتون کو خدا کے بیٹے بیٹیان کہتے تھے اور خدا کو معطل جانتے تھے ۔

عیسائی مذہب جب تک تو ایشیائی دلون میں محدود رہا اس وقت تک تو اوسی صحیح مفہوم کے ساتھ خدا کا بیٹا مانا رہا - لیکن جب غیر ایشیائی لوگون کے پنجہ میں آگیا تو اُنھون نے اسپر رومی بُت پرستی کا رنگ چڑھا کر مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کے خیال پر ایسا تصرف کر دیا کہ خدا کو خدائی کر

جواب نے بگر ساری خدائی کی بیٹے کے ہاتھ میں دیدی ❖

غرض موجودہ اعتقاد ابنیت مسیح جن لوازم کے ساتھ مانا جاتا ہے۔ جیساکہ ٹامس ہاڈل صاحب کی تحریر سے نتیجہ نکلتا ہو رومی بُت پرستی کی ایک بدلی ہوئی صورت ہے اور اوسی کا اس جدید رنگ میں جو بہ اتارا ہوا ہے۔ اور اسی لئے بعض بڑے بڑے عیسائی بول اُٹھے ہیں کہ ابنیت الوہیت اور تثلیث ایسے مسائل ہیں جن کو عیسائی دماغ سمجھ نہیں سکتے ❖

مگر ہم اپنے دیسی بھائی ٹامس ہاڈل صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جب بُت پرست بھی خدا کے بیٹے بیٹیاں بنانے کی وجہ سے بُت پرست کہے جاتے تھے اور پادری صاحبان بھی کسی کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں تو اس کیفیت مشترکہ کی وجہ سے کیونکر پادری صاحبان بُت پرستی کے خطاب سے باہر رہ سکتے ہیں؟ پس وہ ہی بُت پرست ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ شخصیت کی تمیز موجب جواز ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جرم تو خدا کا بیٹا تجویز کرنے میں ہے اور اس میں جرم نہیں کہ کس چیز کو بیٹا بنایا جاوے۔ جرائم صدور یا عمد افعال کا نام ہوتا ہے نہ کیفیت اشیاء کا ❖

اس کے بعد ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ٹامس ہاڈل صاحب نے قبل اس کے کہ وہ پلاطوس کو بُت پرست کہتے فرض تھا کہ پلاطوس کو ایسا بت پرست ثابت کر لیتے جیسا انھوں نے اس کو لکھا ہے۔ ہم بطریق معارضہ کہتے ہیں کہ پلاطوس بُت پرست نہ تھا یا کم ازکم ایسا بُت پرست نہ تھا جیسا وہ لکھتے ہیں۔ اور اُدھر انہوں نے اس کی نسبت غلط لکھا ہے۔ محض بُت پرست قوم میں سے ہونا اس کے بُت پرست ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ صریح ثبوت ہونا چاہیئے تھا۔ ڈھکوسلوں سے کام نہیں نکل سکتا۔ علاوہ ازیں اوس کی قوم کا بُت پرست اور پھر ایسا بُت پرست ہونے کا دعوے بھی ثبوت طلب ہے۔ یہ باتیں ہم نے اس لئے لکھی ہیں کہ ٹامس ہاڈل صاحب کو اپنی لاعلمی کا یقین ہو جائے۔ ورنہ اگر پلاطس بُت پرست بھی ثابت ہو جاوے۔ تو پھر بھی اوس پر ٹامس ہاڈل صاحب کی جرح کی زد نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس نے قانونی فیصلہ کیا تھا۔ آگے چلکر ٹامس ہاڈل صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں زبان عبرانی کا رواج نہ تھا۔ عام لوگوں میں زبان یونانی بولی جاتی تھی۔ اور سرکاری دفتروں میں کارروائی اور نوشت وخواند لاطینی میں ہوتی تھی۔ لہذا وارنٹ اور دستخط حاکم لاطینی میں ہوتے تھے نہ کہ زبان عبرانی میں۔ پس زبان عبرانی میں ہونے سے ہی اس کتاب کو جعلی ثابت کرتا ہے"

ٹامس ہاڈل صاحب کا یہود یہ اور دیگر صوبجات فلسطین میں عوام الناس میں یونانی زبان کے مروج ہونے کا خیال غلط ہے۔ تاریخ اس کی سخت مخالفت کرتی ہے۔ مسلم ہے کہ زبان کو مذہب مسخر کر سکتا ہے۔ سلطنت اور دوسرا کسی قسم کا رسوخ کسی زبان پر اثر ڈالنے کے لئے دوسرے اور تیسرے درجہ کے وسائل ہیں۔ لیکن جس طرح مذہب ایک زبان کو مار کر اپنی زبان مروج کرانے کی طاقت رکھتا ہے اس طرح دوسرے ذرائع قوی الاثر نہیں ہوتے یہ ظاہر ہے کہ اس ملک میں یہودی بحیثیت ایک قوم کے آباد تھے۔ اور وہ بنی اسرائیل کا ملک کہلاتا تھا۔ یہودی ایک ایسا مستقل مذہب رکھتے تھے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا کی تمام اقوام سے بہتر اور برگزیدہ جانتے تھے۔ اور ان کا مذہب کتابی تھا۔ اور مذہبی لٹریچر بکثرت موجود تھی کوئی وجہ ثابت نہیں ہوتی کہ اونھوں نے اپنی اس زبان کو جس کو وہ اپنے دین و دنیا کے لئے مایہ عزو فخر سمجھتے تھے۔ چھوڑ کر یونانی بُت پرستوں کی زبان کو اختیار کر لیا ہو نہ تو انھوں نے کبھی یونان کا مذہب مانا بلکہ ہمیشہ ان کے مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے اور نہ ہی یونانیوں کی مذہبی فوقیت کو کبھی قبول کیا اور نہ ہی یونانیوں کے ساتھ انہوں نے کوئی خاص تعلقات ایسے رکھے جن سے انپر جذب اثر کا گمان کیا جاسکے۔ اگر کسی عارضی غلبہ اہل یونان کو اس کا موجب کہا جائے تو پھر اسیری اور ایرانی اور رومی دخیلہ زبانوں کی ترویج عامہ کے حق میں قرائن غالبہ موجود ہیں لیکن یہودی اپنی زبان و قوم کو ایسا عزیز رکھتے تھے کہ انھوں نے بیرونی زبانوں کے دخل سے اپنی زبان کو بہت کوشش سے بچایا۔ انھوں نے فرعون کی غلامی میں اپنی زبان کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ شاہ اسیریا اور بخت نصر کی قیدوں میں رہ کر جو لوگ وطن کو واپس ہوئے انھوں نے ہی اپنی زبان کو محفوظ رکھا یہ ایسے خطرناک صدمات تھے کہ ان سے زبان کی بیخ و بنیاد اکھڑ سکتی تھی۔ جب ایسے حوادث بھی یہودیوں کی اصلی زبان کو مار کر قبطی۔ اسیری۔ ایرانی اور آخر کار رومی سلطنت کے غلبہ سے لاطینی زبانیں اپنی جگہ نہ بنا سکیں تو یونانی زبان کو کونسے خاص وجوہات نے عبرانی کے ہلاک کرنے میں کامیاب کر دیا تھا کہ وہ عام میں مروج ہو گئی تھی ❖

اس زمانہ میں یونان تو خود زوال میں تھا۔ اسکی زبان شام میں کیونکر مروج ہو سکتی تھی۔ اس وقت سلطنت کی زبان جو عزت کا موجب ہو سکتی ہے اور جو اوس وقت فیشن میں سب سے بڑھ کر شمار ہوتی تھی۔ لاطینی زبان تھی۔ پھر شام کی سرزمین ایسی زرخیز تھی (اور اب بھی ہے) کہ لوگوں کا ذکر ملک کی پیداوار پر نہایت فارغ البالی سے گذارہ ہوتا تھا۔ اور غالب شغل اس ملک کے لوگوں کا زراعت اور ریوڑوں اور چارپایوں کی پرورش تھی اسلئے عربوں کی طرح اپنی ضروریات کی اشیاء کو لانے کے لئے باہر دوسرے ملکوں میں جانے کی انکو ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر وہ باہر جاتے تو زبان میں کسی اختلاط کا گمان ہو سکتا تھا۔ گو ان کے عرب ہمسایوں کی زندگی اس گمان کے باطل کرنے کے لئے ایک دلیل تھی ❖

پس کوئی وجہ اس وقت یونانی زبان کے عبرانی زبان کو مار کر وہاں مروج ہونے کی ثابت نہیں اور نہ ہی اس کی تاریخ صحیح شہادت دیتی ہے۔ پس ٹامس ہاڈل صاحب کا یہ کہنا کہ اس ملک میں عبرانی زبان مروج نہ تھی بالکل بے اصل ثابت ہے ❖

اگر یہ کہا جائے کہ اگر ایسا ہی تھا تو یہودیوں نے بعد میں عبرانی زبان کو کیوں مرنے دیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ابراہیم ؑ کی نسل پر دو سلسلے نبوتوں کے جاری ہوئے تھے۔ ایک آل اسحٰق اور دوسرے آل اسمٰعیل۔ اسحاقی سلسلے کا تو تھوڑے عرصہ کے بعد سلسلہ اسرائیلی نام ہو گیا اور دوسرا اسمٰعیلی رہا۔ اسرائیلی سلسلے کی مادری اور مذہبی زبان عبرانی زبان تھی۔ اس میں انکی کتابیں نازل ہوئیں اوسی میں ان کی بول چال تھی۔ جب تک وہ سلسلہ زندہ رہا۔ اس وقت تک اس زبان کا زندہ رہنا ضروری تھا اس سلسلے کے آخری نبی حضرت عیسٰی مسیح ابن مریم علیہ السلام تھے۔ اون کے عہد تک یہ زبان زندہ رہی۔ کیونکہ اسرائیلی سلسلے کی زندگی بھی اسی عہد تک رہی۔ چونکہ مسیح کے دور کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ہی اسرائیلی گھرانے کا خاتمہ ہو گیا تھا اور دین اسرائیلیوں سے نکل کر غیر قوموں میں چلا گیا تھا۔ بنی اسرائیل اپنی گستاخیوں اور تعدیوں اور نافرمانیوں اور خدا کے مُرسل مسیح ؑ کو ناحق دُکھ دینے کی وجہ سے مورد عذاب الٰہی ہو کر ہمیشہ کیلئے تباہ ہو کر ملک بدر ہو گئے۔ انکی قومیت اور جتھا ٹوٹ گیا۔ اور کثرت سے وباؤں اور جنگوں کے عذاب سے مارے گئے باقی تھوڑے بہت جو بچے وہ منتشر اور متفرق طور پر کہیں کہیں دنیا میں پھیل گئے اور جہاں کہیں گئے وہیں تباہ ہوتے رہے ❖

کچھ تو عیسائی ملت نے جذب کر لئے اور کچھ تباہ اور آوارہ ہو کر اٹلی۔ فرانس۔ روس۔ انگلستان۔ ہسپانیہ۔ جرمنی سپین۔ پرتگال۔ وسط ایشیاء۔ ایران۔ ہندوستان۔ عرب وغیرہ کی طرف جہاں کہیں جس کسی کے سینگ سمائے جا پڑے

پھر اون کو کسی ایک جگہ ٹھکانہ کرنے ہی نہ دیا ہر جگہ طرح طرح کے مصائب اور اعقاب اونپر وارد ہوتے رہتے۔ اس انتشار اور مصیبت کی زندگی نے اُنکو کہیں اکٹھے ہوکر رہنے کا موقعہ نہ دیا کہ وہ باہم تبادلہ خیالات سے اپنی زبان قائم رکھ سکتے۔ پس جہاں کہیں رہے اوسی ملک کی زبان اختیار کئے بغیر اون کا گذارہ مشکل ہو گیا +

یہودیوں کی مصیبتوں کا سلسلہ کچھ ایسا دوامی ہو گیا کہ اس کے بعد ہمیشہ انپر مصیبت ہی آتی رہیں اور متاخرین بھی اس سے نہ چھوٹے۔ چنانچہ جب کوئی ذرا سی تقریب ہوتی تو یہودیوں کو قتل عام کیا جاتا۔ یہانتک کہ شاہ رچرڈ کی تخت نشینی کے دن ہزارہا یہودی لنڈن اور یارک میں قتل عام کئے گئے۔ شاہ جان نے یہودی مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کرکے اون کے دانت توڑ دا دیئے۔ آنکھیں نکلوا دیں۔ اور کئی طرح کی عقوبتیں دے کر قتل کر دیا۔ ایسا ہی سنہ ۱۲۶۳ء اور سنہ ۱۲۷۸ء یہودیوں کے قتل عام اور عام پھانسی کے لئے یادگار بنے ہوئے ہیں۔ پھر جتنے باقی کہیں کہیں چھپ کر بچ گئے تھے۔ انکو سنہ ۱۲۹۰ء میں ملک بدر کر دیا گیا اور اموال اور مکانات ضبط کر لئے گئے۔ یہ تو نہایت رحم دل اور عادل ملک کا حال ہے باقی ملکوں میں اس سے بھی زیادہ خوفناک مصائب اون پر وارد ہوئے۔ چنانچہ ہسپانیہ۔ فرانس پرتگال۔ روس وغیرہ میں جو دردناک تکلیفیں یہودیوں کو پہنچائی گئیں۔ وہ یسوع مسیح کی مصیبت کا انتقام یاد کراتی ہیں +

اگر تامس ہاول صاحب کا خیال درست ہے، تو جبکہ اس وقت وہ یہودیوں کا ملک تھا۔ اور انمیں بڑے بڑے مذہبی لوگ بھی موجود تھے۔ اور مذہبی تصانیف بھی ہوتی تھیں۔ خطبے اور فیصلے اور دستاویزات لکھے جاتے تھے خط و کتابت اور حساب کتاب بھی ہوتے تھے۔ کوئی تو ایسی یادگار یہودیوں کی اس زمانہ کی پیش کی جاتی جس سے یونانی زبان کے دعوے پر غور ہی کی جا سکتی۔ یہودی تو یونانی زبان کے وہاں مروج ہونے سے انکار کرتے ہیں اور تامس ہاول صاحب اپنا راگ الاپے چلے جاتے ہیں +

ہمیں خوب معلوم ہے کہ تامس ہاول صاحب کو ایسی خلاف واقعہ اُمور لکھنے کی کیوں مصیبت پڑی۔ دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ اس ملک میں عبرانی زبان مروج تھی۔ اور یسوع مسیح اور اسکے حواریوں کی زبان بھی عبرانی ہی تھی۔ اور اگر کوئی کتاب اُنھوں نے لکھی تھی تو وہ عبرانی زبان ہی میں تھی۔ کیونکہ

اول تو یہ اون کی اپنی مادری زبان تھی۔ دوسرے عہد نامہ عتیق جس کے حوالوں پر بہت کچھ عیسائی دینی تصانیف کا مدار تھا عبرانی ہی میں تھیں۔ تیسرے اقرب مخاطب پبلک بھی عبرانی جاننے والی تھی۔ اور چوتھے خدا پرستی اور تہذیب تمدن کے لٹریچر کے خیالات کو پورے طور سے ادا کرنے کا اس زبان میں کافی سامان اور مصطلحات موجود ہو چکے تھے اور اوس وقت کی یونانی جو بُت پرستوں کی زبان تھی وہ روحانیت کے پورے خیالات کو ادا کرنے کے لئے کافی سامان اپنے اندر نہ رکھ سکتی تھی اور نیز الہام اِلٰہی عبرانی میں ہوتا تھا اسلئے مسیح اور اس کے حواریوں کی اگر کوئی کتاب یا تحریر تھی۔ تو وہ عبرانی میں تھی۔ اور اسکا سُراغ انجیلوں میں پایا جاتا ہے +

لیکن عیسائیوں کے پاس کوئی عبرانی الاصل کتاب مسیح یا حواریوں کی موجود نہیں یہ مروجہ چند کتابیں جن کو وہ عہد نامہ جدید کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یونانی الاصل بتاتے ہیں اور چونکہ بادی النظر میں ان کے یونانی الاصل ہونے کا دعوے ہی اون کے باطل ہونے پر دلیل ناطق ہے۔ تامس ہاول صاحب اور اون کے ہم خیالوں نے اس خوف سے جان بر ہونے کی یہی راہ وضع کی ہے کہ چلو اس جھوٹ سے ہی کام نکال لیا جاوے مگر دروغ کہانتک انکا ساتھ دے سکتا ہے +

اس کے بعد تامس ہاول صاحب کی دوسری شق کہ سرکاری دفتروں میں زبان لاطینی میں نوشت و خواند ہوتی تھی۔ ایک بے دلیل دعوے ہے کیونکہ ان کا فرض ہے کہ وہ صریح دلائل سے ثابت کریں کہ یہودیہ کی حکومت میں رومی گورنمنٹ کے دفتروں میں صرف لاطینی زبان ہی مستعمل تھی اور لوکل زبان کا کوئی دخل نہ تھا +

تامس ہاول صاحب اگر قوانین ملکداری اور نظم و نسق رعیت اور اصول قانون سے ذرا بھی واقف ہوتے تو ایسا نہ لکھتے کیونکہ یہ ایک صریح اور معمولی بات ہے کہ عدالتی کارروائی میں ملکی زبان واسطہ اولیٰ اور حکومت کی زبان دوم درجہ پر سمجھی جاتی ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ کی عدالتوں کی کارروائی رومی حکومت کی عدالتوں کا اچھا نمونہ ہیں اگر کسی صاحب سے ہی کوئی فوجداری جرم سرزد ہو۔ اور ان کو یوروپین نژاد تسلیم نہ کیا جاتا ہو تو انگریزی حکومت کی عدالتوں سے ان کے نام وارنٹ زبان اردو میں ہی آئے گا پس جبتک یہ ثابت ہے کہ اس ملک کی زبان

عبرانی تھی۔ تو وارنٹ کا عبرانی میں ہونا ہی صحیح اور درست ہو سکتا تھا اور وہ عبرانی ہی میں تھا +

البتہ یہ بات کہ اسپر دستخط حاکم بھی عبرانی میں تھے یہ تامس ہاول صاحب کے عالی دماغ کی ایجاد ہے اصل کتاب سے تو یہ بات پائی نہیں جاتی +

پھر تامس ہاول صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب میں کو زمین وارنٹ کے تین گواہوں کے آگے ربانی لکھا ہے۔ لیکن یہ لفظ عبرانی نہیں۔ البتہ لفظ ربّی جس کے معنی میرے اُستاد کے ہیں عبرانی ہے۔ عبرانی زبان میں کوئی لفظ ربّانی نہیں یہ لفظ عربی ہے جو مصدر ربّ سے قرآن میں آیا ہے۔ ربّانیون یا ربّانیین یعنے علمائے ربانی بناکر تین گواہوں کے نام کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کتاب جعلی کا مصنف کوئی عبرانی یہودی نہیں تھا۔ بلکہ ایسا شخص جو قرآن دانی میں ماہر تھا۔ لہٰذا اس کے لکھے جانے کا وقت بھی قرآن سے پہلے کا ثابت نہیں ہوتا۔ پس یہ جعلی کتاب کسی محمدی یا مرزائی مفتری علے اللہ کی لکھی ہوئی ہے "

یہ تامس ہاول صاحب کے اعتراض کا خلاصہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تامس ہاول صاحب لفظ ربّانی کو نہ صرف عربی الاصل بلکہ محض قرآن کریم کی ایجاد تجویز کرکے کتاب کے جعلی بنانے کا الزام مسلمانوں کے ذمے تھوپتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم اصل اعتراض کا جواب دیں تامس ہاول صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ طرز تحقیقات صحیح ہے تو کلمہ یا کلام کی فلسفی جس پر آجکل کے مذہب کا دارو مدار ہو رہا ہے۔ اور لفظ کلمہ یا کلام عربی ہیں۔ اور وہ تو مصری فلاسفروں کی ایجاد ہے اور ان کے شاگرد یونس نامی نے ایک کتاب میں لکھ کر اس کو یوحنا کی انجیل ظاہر کیا تھا۔ اور عیسائیوں نے سادہ لوحی سے اس کو انجیل سمجھ کر اس کا اقتدار شروع کرایا۔ اور کوئی دوسرا مصنف اناجیل اسکا موید نہیں متی۔ مرقس اور لوقا سب اس سے بری ہیں اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ یسوع نے یہ تعلیم کی تھی تو فرمایئے کہ عیسائی دین جعلی اعتقاد کی بنیاد پر قائم ہے یا نہیں؟

ایسا ہی یسوع کی الوہیت کا مسئلہ بھی جعلی ہے نہ یسوع نے خدائی کا دعوے کیا اور نہ اس کی صحبت سے مستفیض ہونے والوں نے اس کے متعلق ایسا عقیدہ ظاہر کیا۔ ہم نے ۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۳ء کے اخبار بدر میں دلائل صریحہ سے اس کو ثابت کر دیا ہوا ہے جس کا پادریوں سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ صرف اِدھر اُدھر کی باتوں سے ٹالنے کی کوششیں کر رہے ہیں +

بعض لوگون کی تو ساری ہستی جعلی باتون کو ماننے اور منوانے اور جعلی اور خوضی اعتراض کرنے پر منحصر ہے۔ تو پھر ایسی کتاب جو بمقابلہ انجیلون کے زیادہ معتبر ظاہر ہوتی ہے اور جو انکی طرف سے شائع ہوئی اون کی مسلمہ سمجھو اور اس حیثیت سے اس کا ترجمہ شائع کرتے ہین ہم نے کوئی غلطی نہین کی ۔

اب اسجگہ ہم اصل اعتراض کا جواب عرض کرتے ہین ہم نے اوپر لکھا ہے کہ قرآن کریم نے شخصون یا گروہون کا ذکر کیا ہے اون کے نامون - کنیتون - خطابون - لقبون سے ہی ان کا ذکر کیا ہے جن سے وہ بزبان فصیح معروف تہے۔ اس مین قرآن کریم نے کوئی دست اندازی اور تبدیلی نہین کی - چنانچہ اس اصول کو عیسائی محقق بہی مانتے ہین ۔

واضح رہے کہ عبرانی زبان مین لفظ رب (ר ב) پڑھنا - پڑھانا - قابلیت حاصل کرنا اور استاد ہونا وغیرہ معنون مین آتا ہے۔ اور عربی زبان مین رب کے معنے عدم سے وجود مین لاکر بتدریج کمال تک پہنچانے والا - پرورش کرنیوالا وغیرہ ہین - لیکن اس مین علم کے معنے جو عبرانی اصل مین پائے جاتے ہین موجود نہین - عربی مین ربّی اور ربّانی اون معنون مین استعمال نہین ہوتا - جن مین انکو عبرانی استعمال کرتے ہین - کیونکہ عربی مین ربّی معنے میرا رب ہے - اور ربانی مین عربی ترکیب کے لحاظ سے آن مبالغہ کے لئے زیادہ کیا گیا ہے - اور بصورت فاعل ومفعول ربانی - ربیانی کے معنون مین بہی کہیں آسکتا ہے جس کے معنے میری ربوبیت کی اور جب صفت کے طور پر آتا ہے تو موصوف کا ماقبل یا مابعد مین مذکور ہونا ضروری ہوتا ہے جیسے مرد ربانی - ربانی شیخ - عالم ربانی وغیرہ ۔

قرآن کریم نے اپنے اصول کے لحاظ سے یہودی علماء کو اوس گروہ کے متعلق جس کو انکی قوم وزبان مین ربانی کہتے تہے لفظ ربانی کا ہی استعمال فرمایا ہے - ربانیون اور ربانیین اسا کی جمع کی صورتین ہین - قرآن کریم نے کسی اسلامی عالم کے لئے لفظ ربانی کو استعمال نہین فرمایا - اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ یہودی لفظ تہا اسلئے یہودیون کے لئے مخصوص رکھا ۔

عبرانی مین ربی اوسجگہ استعمال کرتے ہین جہان مخاطب کو تکریماً اس سے خطاب کیا جاتا ہے - مثلاً دانیل رفائیل کو کہتا ہے - ربی یعنے تو میرا اُستاد ہے یا اے اُستاد - لیکن جہان کوئی شخص اپنے عالم ہونے کو آپ ظاہر کرنا چاہتا ہے - تو اس کا اپنے آپ کو ربی کہنا جائز نہین ہو سکتا - کیونکہ اس کا مفہوم تو ایک غیر مخاطب کا متقاضی ہے پس اس کو یہ کہنا پڑیگا کہ مین رب ہون اور اس کو ادا کرنے کے لئے وہ ربانی کہے گا ۔

جب کسی شخص کو گواہی لکھنے کا موقعہ پیش آتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ اپنا ایسا پتہ بہی لکھدے جس سے بوقت ضرورت اوسکو پہچان لیا جاسکے اور نیز اس کی شہادت پر اعتبار کا موازنہ کیا جاسکے - مثلاً ٹامس ہاول صاحب کے اگر کسی دستاویز یا کسی سرکاری کاغذ پر گواہی کرنے کا موقعہ پیش آئے تو اون کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنے نام کے ساتھ اپنا پتہ پاسٹر کلیسائے چرچ آف انگلینڈ لاہور بہی لکھین - یہ ایک قانونی ضرورت ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مین ٹامس ہاول بشپ جو چرچ آف انگلینڈ کے کلیسا کا پاسٹر ہون بحیثیت گواہ اسپر اپنے دستخط ثبت کرتا ہون ۔

اسی طرح دانی ایل - رفائیل - جوانس تینون شخص جنہون نے یسوع کے وارنٹ پر بحیثیت گواہ ہونے کے دستخط کئے تہے قانونی تقاضے سے مجبور رہتے کہ اپنے عہدے یا حیثیت کو پتہ کیلئے ضرور لکھتے اور چونکہ وہ ربی یعنی علماء بہی عہدہ رکھنے والے تہے اس لئے اُنہون نے علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیا کہ "مین ربی ہون" اور میرا نام یہ ہے ۔

علاوہ ازین یہ اصل کا ترجمہ ہے آپ اس کو ربانی لکھنا پسند نہین کرتے - ربی لکھ لین - موجودہ اناجیل مروجہ میں جو پادری صاحب اپنے گرجے مین پڑھتے ہین بہت سے عربی لفظ ہیں ۔

اب اس مضمون کو پڑھ کر ناظرین اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ اس کتاب کو میرزائیون کا افتراء بیان کرنے مین اور اس کی تردید مین جو امور لکھے ہین اون کے لکھنے مین ٹامس ہاول صاحب کہان تک راستی پر ہین - قدم قدم پر اون کی غلط بیانی اور اون کا راستبازی کی راہ سے تجاوز کرنا ثابت ہے - ہمنے انکو آپ کو اختصار کی خاطر بہت ضبط کیا ہے ہمین وہ دہمکاتے ہین کہ باقی نمبرون اور بہی لکہین گے ہم ان کو روکنا نہین چاہتے ان کا جو جی چاہے لکہین - لیکن اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ اب وہ اپنی عمر کے گیارہوین گھنٹے میں ہین اسلئے ایسے آخری وقت مین اللہ تعالیٰ سے موافقت کرلین تو بہت بہتر ہو گا ورنہ وہ یسوع مسیح جس نے آپ ایلی ایلی لما سبقتانی کہتے کہتے رات گذار دی تہی - اون کو وہان سے نجات نہین دلا سکیگا ۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ -

خاکسار معراج الدین - عمر احمدی

۲۲ - اگست ۱۹۱۳ء

ڈاک ولایت

برادر لطف اللہ نعمان کا خط بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح

سلفلڈ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامنا وسیدنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مختلف اسباب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جنکی وجہ سے یورپ میں عموماً اور انگلستان مین خصوصاً اسلام کے متعلق دلچسپی پیدا ہونی شروع ہو گئی ہے - اسلامی اصولون کے بیان اور شرع کا کام ریویو آف ریلیجنز اور اسلامک ریویو کر رہے ہین مگر بعض طبائع ایسی ہیں کہ اون کو اصولون کی تفتیش اور جان پہچان کا زیادہ شوق نہین ہوتا یا محض اصولون کی بحث سے اون کی تسلی نہین ہوتی وہ اسلامی عمل کو سمجھنے کے خواہشمند ہوتے ہین اور ارکان اسلام معلوم کرنا اور سیکہنا چاہتے ہین ایسے لوگون کے لئے قرآن کریم کے ترجمے کی بہت ضرورت ہے یہ فرض بہی مولوی محمد علی صاحب تہوڑے عرصے مین اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرانجام دیدینگے جتنی جلدی ترجمہ چھپ کر تیار ہو جائے بہتر ہے لیکن میری ناقص سمجھ مین ترجمے سے بہی پیشتر اور فوراً ایک چھوٹے سے انگریزی رسالے کی ضرورت ہو جسین مختصر طور پر ارکان اسلام کی تشریح ہو - اور اگر اتنا نہین تو کم سے کم نماز کی دعائین ان کا ترجمہ اور نماز کے اصول وضوابط تو ضرور ہون - جہان تک مجھے یاد ہے - مینے بدر مین پڑھا تھا - کہ حضور نے فرمایا کہ نماز مین الحمد شریف اور ماثورہ دعاؤن کا عربی مین پڑہنا ضروری ہے - باقی دعائین انگریزی میں پڑہی جاسکتی ہین - مین یورپ مین بعض ایسے اشخاص کو جانتا ہون جو اسلام کا کسی حد تک مطالعہ کر رہے ہین اور اس کی بہت نزدیک ہین جونہی ان کا اطمینان ہو گیا وہ یہ طلب کرینگے - کہ انہیں ارکان اسلام سکھلائے جاوین - یون تو ہر ایک مسلمان انہین نماز روزے کے متعلق بتا سکتا ہے یا خواجہ صاحب رسالے مین ایسی باتین چھپا سکتے ہین مگر میرے خیال میں ضروری باتین حضرت صاحب کی ٹیچنگز آف اسلام کی طرح ایک مستقل رسالے کی صورت مین ہونی چاہئیین اور وہ رسالہ حضور کی سرپرستی کے ماتحت تیار ہونا چاہیئے تاکہ جو احکام اور اصول اس مین درج ہون وہ مستند ہون اور بہ تسلی وتشفی نو مسلم انپر عمل کر سکین بلکہ آجکل کے نوجوان بہی جو اسلام کے احکام سے ناواقف ہین وہ اردو رسالے کے تو نزدیک نہین جاتے۔

مگر انگریزی رسالے کو شوق سے پڑہینگے - اور بہت دو مین اس سے بہت کچھ حاصل کر لینگی - چونکہ یہ رسالہ انگریزدانوں کے لئے ہوگا اس میں تمام دُعائیں اول عربی مین ہون - پھر ان کا عربی تلفظ انگریزی مین ہو تاکہ یہ لوگ انہین زبانی یاد کر سکین - اور پہر ان کا انگریزی ترجمہ ہو - ایسا رسالہ ٹیچنگز آف اسلام کی طرح خوشنما کاغذ اور طریقے پر انگلستان مین چھپے تو بہتر ہو - اس کے اخراجات کے لئے خاص ضرورت ہوگی - کئی احمدی احباب شوق سے مدد دینے کو تیار ہون گے - اگر غلام کی تجویز حضور پسند فرماوین اور اس کے متعلق حکم صادر فرماوین تو رسالہ کے اخراجات کے لئے ۳۰ روپے اپنے ماہانہ خرچ سے عاجز ارسال کر دیگا - میرے خیال مین ایسے رسالہ کی اس وقت انگلستان مین بہت سخت ضرورت ہے - اس کی بہت زیادہ کاپیان چھپوانے کی ضرورت نہین - کیونکہ اس کی عام اشاعت غرض نہیں صرف ان لوگون کو ضرورت ہوگی جن کو اسلام کے ساتھ رغبت پیدا ہو چکی ہو - اور ایسے لوگ اسے قیمتاً خریدنے کو تیار ہون گے - غلام نے اپنے خیال کا اظہار کر دیا ہے - فیصلہ حضور کے ہاتھ مین ہے *

امسال گرمی کی تعطیلات میں مین فن لینڈ - روس - سویڈن کی سیر کو گیا تھا - جیسے شاید پچھلے عریضے مین عرض کر چکا ہون ایک جہاز پر سفر کرتے ہوئے فن لینڈ کی ایک طالب علم خاتون سے ملاقات ہوئی جو انگریزی کے علاوہ پانچ اور زبانین بولتی اور پڑھتی ہے - چونکہ پہلے اس نے کبھی کوئی ہندوستانی نہین دیکھا تھا - اسلئے اوس کی اور میری بہت دیر تک ہندوستان اور اسلام پر گفتگو ہوتی رہی - اور بعد مین فن لینڈ پہنچ کر بھی چند دفعہ اس کی ملاقات ہوئی اُس نے مجھ سے صاف کہدیا کہ میرا عیسائیت پر بالکل ایمان نہین - اور میں اکثر اس وجہ سے ناخوش رہتی ہوں کہ میں کوئی مذہب نہین رکھتی - اگر میرا کسی بات پر ایمان ہو تو میں زیادہ خوش رہوں - مین نے اسلام کے سادہ اصول اُسے بتائے سنکر کہنے لگی کہ جو باتیں تم بتاتے ہو اگر یہی اسلام ہے تو مین شاید مسلمان ہو جاؤن گی کیونکہ مین محسوس کرتی ہوں کہ مین ان باتون پر ایمان لا سکتی ہون - اُس نے کہا کہ مجھے اسلام کے متعلق کچھ معلوم کرنے کا ہمیشہ سے شوق رہا ہے - کیونکہ جب مین سکول میں تھی - تو ہمارا ایک اُستاد ہمیشہ ہم سے کہا کرتا تھا کہ قرآن اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سوانح کو ضرور پڑھنا - پھر مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ مجھے اسلام کے متعلق کوئی کتاب وغیرہ ضرور بھیجنا - چنانچہ واپس آکر حضرت صاحب کی ٹیچنگز آف اسلام اور خواجہ صاحب کا ایک رسالہ اوس کو بھیجا - کل اس کا جواب آیا ہے - لکھتی ہو - کتابوں کی بابت ہزار ہزار شکریہ میرا قبول کرین - ابھی ابھی مجھے ملی ہیں - ٹیچنگز آف اسلام نہایت پُرذوق معلوم ہوتی ہے - میں نے چند اقتباس پڑھے ہیں - مجھے نہایت خوشی ہے کہ میں اسلام کے اصول اب سیکھ سکتی ہون " آگے چلکر خط مین ایک اور جگہ اسلام کی بہر تعریف لکھی ہے - ایک دفعہ مجھ سے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی طلب کیا تھا - مین نے وعدہ کیا کہ جب مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ تیار ہو جائیگا تو ارسال کر دونگا *

جب پہلے اس خاتون سے میری ملاقات ہوئی - تو اس نے خیال کیا کہ یہ کوئی جاہل گنوار ہے بعد مین اس کا یہ خیال بدلتا گیا پہر اوس کو حیرت اور تعجب ہوا - کیونکہ جب وہ فن لینڈ کی تاریخ وغیرہ کے متعلق بھی ذکر چھیڑتی - تو میں اس کو پہلو ہی بتا دیتا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے - پہر اس نے میرے عام چلن پر غور کیا - تو اوس کو اور بھی تعجب ہوا کہ اس شخص کے اخلاق اور یورپی اخلاق مین اتنا فرق کیون ہے - چنانچہ اوس نے مجھے ایشیائی تہذیب اور میرے مذہب کے متعلق سوال کرنا شروع کر دیا - پہر اس کی حیرت اور بڑھنی شروع ہوئی - میں نے معلوم کیا کہ وہ خود بالکل ایشیائی خیالات کی عورت ہے - فن لینڈ کے لوگ مغلیہ نسل کے ہیں - اور اون مین یورپ کی نسبت ابھی تک ایشیائی آثار زیادہ پائے جاتے ہین - مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ یہ لوگ لسی (چھاچھ) پیتے ہیں - چنانچہ دو سال کے بعد پھر لسی کا لطف اُٹھایا - آخر زمینداری اثر طبیعت مین موجود ہے - اس ملک مین چونکہ سورج گرمیون مین دیر تک رہتا ہے اسلئے گرمی شدت سے پڑتی ہے - یہ تو جملہ معترضہ تھا - پردہ اور طلاق کے متعلق جب گفتگو ہوئی تو اب مجھے حیرت ہونے لگی - کیونکہ ان مضامین پر بھی ہم نے اپنے آپ کو بالکل ہمخیال پایا - پہر یوروپین تہذیب کا ذکر آیا تو اوسنے بہت حقارت ظاہر کی *

یوروپ مین لڑکون اور لڑکیون کا آپس میں جیسے میل جول ہوتا ہے - اور خاص کر سفر مین جہاز دن پر اوس کے دُہرانے کی ضرورت نہین - لیکن جب اس خاتون نے دیکھا کہ مین اس مین بھی اور دل سے مختلف ہون تو اوس نے میری بہت عزت کرنی شروع کی - چنانچہ اس نے مجھ سے کہا کہ اول اول تو مین نے جاہل خیال کیا اور بچہ سمجھا لیکن اب مین ہر وقت تم سے ڈرتی ہوں کہ مبادا مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو تمہارے اعلیٰ اخلاق کے درجے تک پہونچے - پہر بعد مین ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ اگر کسی بچے کی تربیت میرے ہاتھ مین ہو تو میں تمھین نمونہ بناکر اس کی تربیت کرون اور جو عزت اور ادب تمہارا میری نگاہ مین ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے - مینے جواب دیا کہ اگر آپ کوئی خوبی مجھ میں دیکھتی ہو تو وہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام میرا دین ہے اور جو برائی مجھ مین ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ مین ابھی پورے طور پر اسلام پر عمل کرنے کے قابل نہیں ہوا (اللہ تعالیٰ توفیق دیوے) * آمین

اثنائے گفتگو مین مین نے حضرت صاحب اور حضور کا ذکر کیا اور حضرت صاحب کے دعاوی مختصراً بیان کئے - اب اوسے مجھ پہ یہان تک اعتماد ہو گیا تہا کہ میں جو کچھ کہتا تہا اُسے صحیح تسلیم کر لیتی تہی - اور اس پر غور کرتی تہی *

مینے اوس کو پہلے خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا - اوس نے اس کے معنے طلب کئے - مین نے لکھ بھیجے اس دفعہ کا خط اوس نے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع کیا ہے اور اوسی عربی الفاظ مین بالکل ٹھیک نقل کیا ہے میرا ارادہ ہے کہ اسے اسی طرح لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور الحمد شریف کا لکھنا پڑھنا - تلفظ اور معانی سکھا دئے جاوین جہاں تک گفتگو اور خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے اوسے اسلام کے متعلق بہت حسن ظن ہے اور شوق کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتی ہے حضور دُعا فرماوین کہ اللہ تعالیٰ اوسے ہدایت کی طرف لاوے - آمین - مینے یوروپ مین صرف یہ ایک عورت دیکھی ہے جو نہ صرف اسلام کے متعلق شوق رکھتی ہے بلکہ بغیر پیشتر معلوم ہونے کے اسلامی اُصولون اور رواجون مثلاً پردہ کو پسند کرتی ہے - حالاں کہ عام یوروپین عورتین اس کے بہت خلاف ہوتی ہین - یوروپین تہذیب کو بالکل پسند نہین کرتی سوال کہنے پر صاف اور سچا جواب دیتی ہے - کوئی اِدہر اُدہر کی بات کہہ کر ٹال نہین دیتی - اور عام طور پر یہ ایشیائی مذاق کی عورت ہو - باین ہمہ نہایت لائق اور ذہین ہے - آرکیالوجی پڑہتی ہے اور سویڈن ہاروے اور فن لینڈ مین پہلی عورت آرکیالوجسٹ ہوگی - غلام کے لئے حضور دُعا فرماوین *

والسلام

حضور کا غلام - ظفر اللہ خان - لندن

احمدی احباب سے خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ✦

جنھون نے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے دست مبارک پر اور حضرت خلیفۃ المسیح ؑ کے ہاتھ پر یہ اقرار کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدّم کرین گے۔ بفضل خدائی لایزال ہم نے ارادہ کیا ہے کہ قرآن شریف کا احمدی طرز کا ترجمہ جسپر حضرت خلیفۃ المسیح کے حاشیے ہون گے۔ شائع کرین ہمارے بھائی اس اہم ترین کارِ خیر مین اعانت فرماوین نیز دُعا کرین کہ یہ کام اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسان فرماوے۔ اور بخیر وخوبی اس کا انجام ہو۔ قرآن شریف ہی بدرِ کامل ہے یہی حقیقی الحکم ہے یہی اصلی الحق ہے یہی واقعی اللہ پاک کا فضل ہے اور یہی پیغام صلح ہے۔ ہان یہ ہی الٰہی نور ہے اور یہی تشحیذ الاذہان ہے اور یہی انسان کی اصلی حالت کا ریویو ہے۔ اسی قرآن شریف پر یہ سب نام صادق آتے ہیں یہ ایک ہی کتاب ہے جو زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے آج خدا کی کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ اور کوئی کتاب صحیح نہین رہی نہ تورات اصلی حالت پر رہی نہ وید نہ ژند واستا وغیرہ۔ اور انجیل کا تو حال ہی نہ پوچھو۔ اس کا تو اصلی نسخہ جو مسیح علیہ السلام کی اپنی زبان مین ہو۔ جہان بھر مین کہین نظر ہی نہیں آتا۔ ترجمہ در ترجمہ لوگ لئے پھرتے ہین۔ اور اوسی کو خدا کا کلام کہتے ہین جس کا کچھ ثبوت نہین۔ ان تراجم مین بھی سال بسال ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ بحالیکہ قرآن شریف مین ایک حرف یا ایک نقطہ بلکہ زیر و زبر اور پیش تک کا بھی اختلاف نہین۔ مشرق مغرب شمال جنوب مین جہان قرآن شریف کو کھول کر دیکھو۔ وہ سر مُو ذرا اختلاف نہ پاؤ گے۔ ہمارے مذہبی دشمن سر پٹخ پٹخ کر تھک گئے۔ بلکہ کئی مر بھی گئے لیکن مختلف قرآنون مین جو مختلف قومون اور ملکون مین موجود ہیں ذرا بھر بھی اختلاف نہ دکھا سکے اور اپنی کتابون کی غلطیون کے تو وہ خود قائل ہین مین کہان سے کہان چلا گیا۔ الغرض قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اور بے علموں بلکہ کم علمون کے واسطے اس کے صحیح ترجمہ کی نہایت ضرورت ہے، اور حواشی و فواید ضروری کی اس سے بڑھ کر حاجت ہے، اس صدی مین اگرچہ کئی ترجمے چھپے اور کئی نے حاشیے چڑھائے گئے لیکن اون کے فواید سے اون کا نقصان زیادہ تر پایا گیا۔ بعض حواشی اور ترجمے تو ایسے ہیں کہ جن کا پڑھنا اور دیکھنا ہی گناہ عظیم ہے۔ اغلباً اللہ پاک کی بے عزتی کی گئی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی ہتک روا رکھی گئی ہے۔ بہت سی ایسی لغو اور مہمل باتین اور قصے حاشیون مین درج ہین کہ جن کا کچھ ثبوت نہین یہ سب خرابیان فیج اعوج کے زمانہ مین پیدا ہوئین۔ جس مین یہود و نصاریٰ کی روایات پر اعتبار کر کے انہین تفسیر قرآن مجید سمجھ لیا گیا اس بے سمجھی پر افسوس ہے پھر تصحیح نہ کی بلکہ ایک دوسرے کی تقلید میں گرفتار ہو کر اور یہی چاہِ ضلالت مین سرنگون ہو کر گرتے چلے گئے کئی اچھے لوگ بھی بسبب غلطی کے اس بلاء مین پھنس گئے۔ اللہ تعالےٰ انہین بخشے۔ آمین۔ قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن حواشی قرآن شریف مین برخلاف اس کے اون کو زندہ ٹھہرایا گیا۔ اور اب تک آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مشرک قرار دیا گیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ کو جسے قرآن شریف مسلمان کہتا ہے۔ مشرکہ بتایا ہے۔ داؤد علیہ السلام کو جنہین قرآن شریف خلیفۃ اللہ فرماتا ہے (نعوذ باللہ) زانی اور پرائی عورت کا عاشق کہا ہے اور خون ناحق کا بھی ارتکاب ان سے منسوب کیا ہے۔ حضرت یوسف کا ازار بند بھی زنا کے لئے کھلوایا ہے۔ (معاذ اللہ) غرض بعض حواشی تو بہت ہی گندے اور مکروہ ہین جن کے ذکر سے بھی شرم آتی ہے۔ مسلمان وہی حواشی آج کے دم تک چھاپے چلے جاتے ہین اور اللہ تعالیٰ سے ذرا بھی نہین شرماتے اللہ تعالیٰ انہین ہدایت بخشے۔ آمین۔ ہم نے انہین امور کو مدِّ نظر رکھ کر اپنی احمدی جماعت کے لئے عمدہ طرز کا ترجمہ اور اعلےٰ درجہ کی صحیح حواشی والا قرآن شریف طبع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر ارادہ الٰہی شامل حال ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ سنہ ۱۹۱۴ء تک عمدہ اور اعلےٰ درجہ اور حواشی کا قرآن شریف جو نفیس کاغذ پر بے بدل کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہوگا احمدی بھائیون کے ہاتھون تک پہنچ سکیگا۔ قیمت جس قدر خرچ ہوگی اوس سے زیادہ نہین لی جاوے گی۔ لوگ ہماری روپے سے امداد فرماوین۔ تین طرح کا روپیہ ہمارے بھائی ہمین عنایت فرماوین۔ ایک محض للہ فی اللہ۔ دوسرے قرآن شریف کی قیمت مین سے ایک حصہ پیشگی عنایت کرین جو پانچ روپے ہین قیمت کا حساب پھر ہوگا اور کمی بیشی مجرا دیجائے گی۔ تیسرے قرض حسنہ۔ اس کی یہ صورت ہے کہ دس روپے کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ سو روپیہ۔ اور خاص صورتون مین سو سے زیادہ بھی لیا جاویگا۔ اگر ضرورت پڑے تو قرضہ کا روپیہ پانچ برس کے بعد واپس کیا جا سکتا ہے اے میرے دوستو یہ قرآن شریف کے ترجمے کا کام بہت ہی بابرکت ہے۔ قرآن شریف خود جامع برکات ہے۔ لہذا اس کا ترجمہ بھی برکات کا مجموعہ ہے۔ برکہ اس کچے تالاب کو کہتے ہین جس مین چارون طرف سے آکر پانی جمع ہوتا ہے یہی حال قرآن شریف کا ہے کہ جس قدر پچھلی کتابون اور آیتون مین متفرق طور پر برکات وحسنات پائے جاتے ہین وہ سب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین جمع کر دئے ہیں۔ کوئی خوبی اور برکت اب قرآن شریف کے باہر نہین رہی۔ مجموعہ حسن و خوبی قرآن شریف ہے قرآن شریف پر عمل کرنے سے آدمی صالح اور مومن و محبوب الٰہی بن سکتا ہے اور چونکہ عمل کرنا سمجھنے پر موقوف ہے اور سمجھنے کے لئے ترجمہ کی حاجت ہے۔ لہذا ترجمہ پر روپیہ خرچ کرنا نہایت ثواب کا کام ہے جس کے حاصل کرنے کے واسطے مین تم سے روپیہ مانگتا ہون۔ اے عزیزو۔ کوڑیون کے مول تمہین ہیرے اور جواہر ملتے ہین۔ اُٹھو اور دوڑو۔ کسل اور سستی کو چھوڑ دو۔ دُنیا کے آرامون مین روپیہ خرچ کرنا تو ایسا ہے جیسا آگ کو پانی دینا۔ اور قرآن شریف کے واسطے کچھ دینا ایسا ہے جیسا کہ بہشت برین کی آبپاشی کرنی۔ اے پیارو! آگ کو پانی دینے سے کچھ فائدہ نہین تم دینی باغ کو پانی دو تاکہ دین دُنیا مین اس کے پھلون سے لذت اُٹھاؤ ✦

وما علینا الا البلاغ ۔ والسلام

میر ناصر نواب قادیان ۔ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۳ء

معجون اکسیر

یہ معجون بیش بہا دواؤن سے طیار کی گئی ہے جو حافظ محمد جمال صاحب احمدی ساکن قادیان نے طیار کی ہے۔ بعض احباب نے تجربہ کر کے اس کے فوائد کی تصدیق کی ہے۔ اس کے کھانے کے فوائد مختصراً یہ ہین :-

ضعف دماغ۔ درد سر۔ درد کمر۔ زکام۔ نزلہ کو دُور کرتی ہے مقوی باہ۔ تغلیظ و تولید منی مین بہت فائدہ مند ہے۔ کھانے مین بہت خوش ذائقہ۔ قیمت فی سیر ۴؍ ✦

نظم ابطال کفارہ

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مؤلف کتاب چٹھی مسیح ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ نے ردِّ کفارہ مین ایک پنجابی نظم لکھی ہے اور وہ چاہتے ہین کہ کوئی دوست اُسے چھپوا کر مفت تقسیم کرے یا قیمتاً بیچ کر فائدہ اُٹھائے۔ کل تین سو اشعار ہین خط و کتابت براہ راست مولوی صاحب موصوف کے ساتھ کی جائے ✦

سول کا ضمیمہ بے قاعدہ نہین ہوتا

کسی پچھلے اخبار مین جو ہم نے نوٹ دیا تھا۔ کہ اخبار سول ملٹری گزٹ بعض ضمیمے ہوتے ہین جن پر الفاظ ضمیمہ اور تاریخ لکھی نہین ہوتی۔ سو اُن کے متعلق تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سول اخبار ۸ تولے سے زاید بھاری ہونے کے سبب ایک پیسہ کے نرخ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اور جب اُسپر دو پیسے کا ٹکٹ لگا تو وہ ایک پیکٹ ہو گیا۔ پھر جو چاہین اس مین ڈال لیں ؛

تلاش گم شدہ

میان نظام الدین صاحب احمدی ساکن ڈیرہ بابا نانک کا بھائی فضل دین نام قد میانہ کسیقدر سانولا رنگ۔ موٹی ناک۔ عمر ۲۳ سال چار سال سے مفقود الخبر ہے۔ کوئی صاحب پتہ نکال کر مشکور فرماوین ؛

ریاض النور حصہ اول

ماسٹر محمد علی خان صاحب اشرف احمدی ساکن موضع بیرم پور حال قادیان کی نظمون کا مجموعہ جس مین حمد و ثنا خالق ارض و سما ولغت ختم المرسلین و صفت مسیح موعود کے سوائے مذمت تبان اور عشق انگیز اشعار بھی ہین ایک مخلص کے درد دل کا اظہار ہے۔ قیمت فی نسخہ ۴ر۔ ملنے کا پتہ۔

ماسٹر صاحب موصوف قادیان ضلع گورداسپور۔ نظم مین حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہین ؛

تورا نام کرشن اوتار ہیو ؛ موری بگڑی بات سنوار دیو
ناؤ اشرف کی منجدھار پیو۔ کرو پار پیا موری ناؤ دریا

ڈاکٹرون اور کمپونڈرون کیلئے خوشخبری

(۱) حال ہی مین لکڑون کی ایک دوائی طیار ہوئی ہے جو کہ انگریزی دوائی کاسٹک کی طرح لگائی جاتی ہے یہان اس دوائی سے بفضلہ تعالی بہت سی بیماریون کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ ہم انکی سندات بھی پیش کر سکتے ہین۔ قیمت فی تولہ عـہ

سُرمہ عزیزی۔ یہ سرمہ بھی لکڑون کے لئے طیار ہوا ہے اس مین توتیا سبز کو کیمیاوی ترکیب مین لا کر اس مین اور بہت سے مفید اجزاء شامل کئے گئے ہین۔ قیمت فی تولہ ۸ر

بال اُڑانے کا پوڈر۔ جس سے تین منٹ مین بال صاف ہو جاتے ہین۔ جلد نرم اور صاف ہو جاتی ہے۔ پھر ارزان ایسقدر کرنی سیر ایک روپیہ مین دیا جاویگا :

برص کا علاج۔ سفید سفید داغ جو جسم پر پڑ جاتے ہین جس سے بدن بہت ہی بدزیب ہو جاتا ہے یہ داغ خون کی خرابی سے پیدا ہوتے ہین ایسے داغون کو جذام کی ایک قسم مانا گیا ہے ہم نے اس کے لئے ایک نہایت عمدہ دوائی طیار کی ہے جس سے بہت ہی جلد یہ بدنما داغ دور ہو جاتے ہین اور یہ دوائی اللہ تعالی کے فضل سے تیسرے دن ہی اپنا خاصہ اثر دکھائے گی۔ قیمت دوائی جو کہ ایک مہینہ کے لئے کافی ہو ؛ عـہ (ایک روپیہ)

اصلی سلاجیت قسم اعلی

جو بہت محنت سے طیار کی گئی ہے مقوی جمیع اعضائے رئیسہ۔ بدن کو قوت دیتی ہے ایک مفرد دوائی ہے جو پہاڑون سے نکلتی ہے۔ پہاڑ کی مومیائی ہر جریان اور کثرت پیشاب کا علاج۔ جوڑون کے درد کو مفید ہے۔ بلغم کو کاٹتی ہے قوت بدن کو بڑھاتی ہے قیمت اصلی فی تولہ عاـہ۔ آجکل رعایتی تا اخیر اکتوبر ۱۳ء عـہ فیتولہ

بدر ایجنسی۔ قادیان ضلع گورداسپور

اکسیر البدن

ملک عرب کا ایک سربستہ راز طاقت کا عجیب و غریب نسخہ جو کہ مولوی عبد الحی عرب صاحب عرب کے ملک سے لائے ہین ہر طرح کی کمزوری۔ سستی۔ کمی باہ۔ احتلام جریان۔ رقت۔ ضعف دل و دماغ۔ درد کمر۔ نسیان۔ زکام۔ نزلہ کا علاج

تصدیق۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب مفسر۔ حکیم عبد الرحمان صاحب کاغانی حکیم نظام جان ہزاروی حکیم غلام محی الدین صاحب قریشی سید محبوب عالم صاحب قادیانی۔ مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر بدر نے تجربہ کر کے اسکی شہادت دی ہے پہلے تو بہت گران فروخت ہوتی تھی مگر اب عرب صاحب نے اس کی قیمت تا اخیر اکتوبر فی روپیہ ۶۰ گولی اور فی دو روپے ۱۴۰ گولی کر دی ہے۔ بہت جلد طلب فرماوین ؛ ملنے کا پتہ۔

بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور ؛

متفرق اوراق

جن صاحبان کے پاس درس قرآن کا کوئی ورق نہ ہو وہ اب طلب کر لین متفرق اوراق تھوڑے ہون تو ایک پیسہ فی صفحہ لیا جائیگا اور اگر اول آخر سے بہت سے صفحات اکٹھے مطلوب ہون تو انکی قیمت دریافت کرنے سے بتلائی جاسکتی ہے اس کیواسطے پہلے خط و کتابت کرنی چاہیئے ؛

وہ سب صاحبان جن کی قیمت یکم ستمبر ۱۹۱۳ء کو ختم ہوتی ہے اون کے نام اخبار کا وی پی ۳۰۔ اکتوبر ۱۳ء کا پرچہ کیا جاویگا۔ خریداران ضمیمہ کے نام چار روپے کا جو غیر خریداران ضمیمہ ہین اون کے نام عـہ + ۸ر = سـہ ر۔ بابت اون ایام کے ہین جنہین اخبار چھوٹے سایز پر ہو کر سب کے نام معہ ضمیمہ ارسال ہوتا رہا ہے ؛

پچاس سالہ تجربہ

ناظرین! ادویات ذیل کے متعلق میرے والد ماجد ڈاکٹر نیاز علی خان صاحب کا چالیس سالہ تجربہ ہے۔ علاوہ ازین دس سال تک مین خود لکھ کر ضلع سہارنپور اپنے مطب مین ان دواؤن کو استعمال کیا۔ ہمیشہ مفید پایا لہذا فائدہ عام کے لئے مشتہر کرتا ہون ؛

(۱) اموننشی پلز (گولیان ضعف باہ) جو مریض ایز ہا تھون یا کسی اور بد احتیاطیون کے سبب یا کثرت جماع کی وجہ سے نامرد ہوگئے ہون۔ اون کے لئے یہ گولیان نہایت مفید مین چار ہفتہ کے استعمال سے گمشدہ طاقت بفضلہ تعالی واپس آجاتی ہے قیمت ۶۰ گولیان پانچ روپے (صمہ ر)

(۲) اسپرمور پاؤڈر (سفوف جریان) اس کے استعمال منی گاڑھی ہو کر امساک ہوتا ہے اور قوت باہ بڑھ جاتی ہے دو ہفتہ کے لئے ۲ تولہ ۴ ماشہ عـہ ۱۲

(۳) انگیوٹ گنور پاؤڈر۔ عام ابتدائی شدید قسم کا سوزاک دو ہفتہ کے استعمال سے (درد اور جلن رہتی ہے) کثرت ادرار ہو کر آرام ہو جاتا ہے قیمت دو ہفتہ کیلئے ۲ تولہ عـہ

(۴) کرانک گنور پاؤڈر۔ پرانے سوزاک کا سفوف۔ اس مین سوزش اور جلن کم ہو جاتی ہے پیپ کا رہنا آتا ہے۔ منی کے ناکمی اور خراب ہو جانے کے باعث اولاد پیدا نہین ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو طرح طرح کے امراض مبتلا ہو کر ضائع ہو جاتی ہے کمزوری بڑھ جاتی ہے اس سفوف کے استعمال سے مذکورہ بالا سب شکایت ہو کر آرام ہو جاتا ہے۔ بفضلہ تعالی قیمت دو ہفتہ کے لئے ۲ تولہ ۴ ماشہ تین روپے (سـہ ر)

(۵) خونی اور بادی بواسیر (پائلس) کی گولیان۔ دو ہفتہ کے استعمال سے قبض اور نفخ شکم دور ہو کر بواسیر کو آرام ہو جاتا ہے خونی مین بالآخر ان گولیون کے مسون پر مرہم استعمال ہوتا ہے جس سے بواسیر کا خون بند ہو کر آرام ہو جاتا ہے قیمت دو ہفتہ کیلئے ۸۴ گولیان مرہم ایک ڈبیہ ۱۲ ار کل عـہ ؛

(۶) جنرل ڈیبلیٹی پلز۔ تمام قسم کے استسقاء کے لئے یہ گولیان مفید ہین۔ تین ہفتہ کیلئے ۴۲ گولیان عـہ

(۷) روماٹیزم پلز۔ گٹھیا باہ کی گولیان ان کے استعمال سے اور باہر روغن شفا کی مالش سے تین ہفتہ کے اندر آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت گولیان ۶۳ عدد عـہ۔ روغن شفا عـہ (سـہ) ہر ایک دویہ کا محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر خاکسار عبد المجید خان خلف ڈاکٹر نیاز علی خان از قادیان